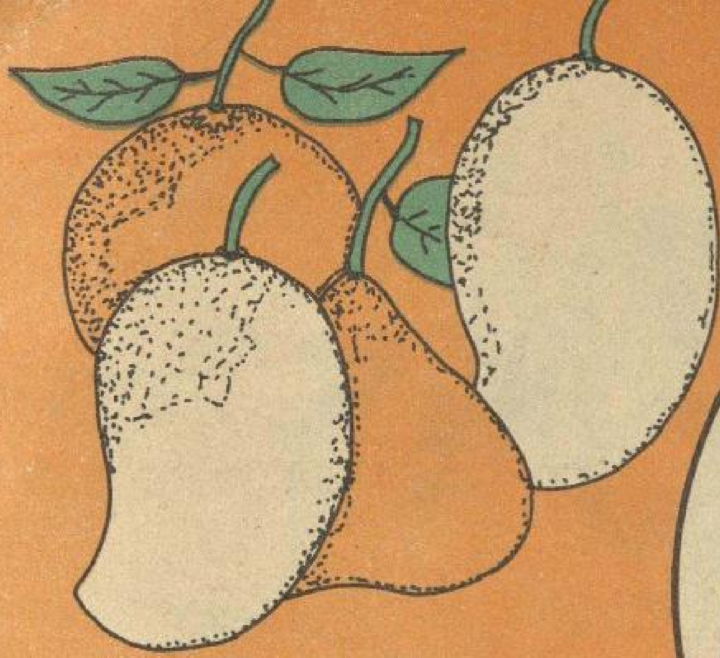
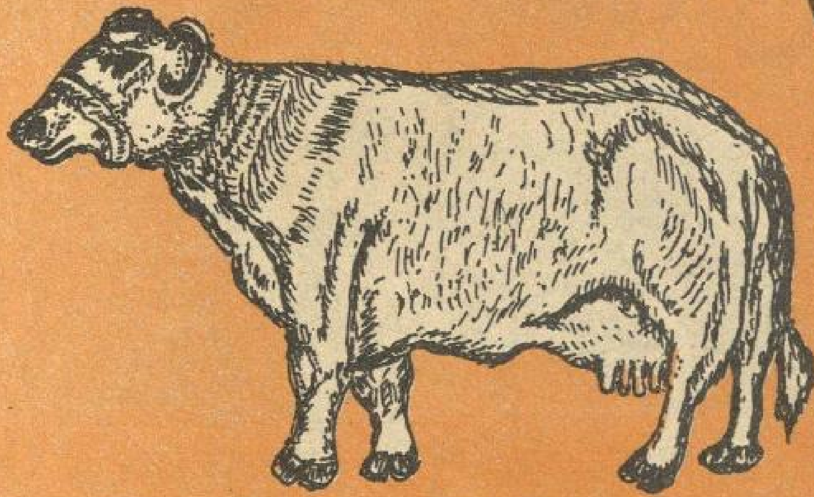


معاشرتی عُلُوم

ضلع اوکاڑہ

تیسری جماعت کے لیے



ناشر: جدید بُک ڈپو، بھوانہ بازار، فیصل آباد

برائے: پنجاب ٹیکسٹ بُک بورڈ، لاہور



معاشرتی علوم

برائے جماعت سوم

(ضلع اوکاڑہ)





ناشر: جدید بک ڈپو بھوانہ بازار فیصل آباد

برائے پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور

تاریخ اشاعت	اشاعت	بار	تعداد
مارچ 1983	اوّل	اوّل	9,000

تیار کردہ پنجاب ٹیکسٹ ٹبک بورڈ لاہور
بطور واحد نصابی کتاب برائے مدارس ضِلع اوکاڑہ۔

مصنّف:

شیخ مُحمّد اِقبال

ناشر: جدید ٹبک ڈپو بھوانہ بازار: فیصل آباد
طابع: میاں محمّد صدّیق
مطبع: چشتیہ پرنٹنگ پریس لاہور
خطاط: سلام شادؔ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

میرا نام ---------- ہے۔
مَیں تیسری جماعت میں ہُوں۔
یہ میری معاشرتی علُوم کی کِتاب ہے۔

فہرست مضامین

ہمارا وطن

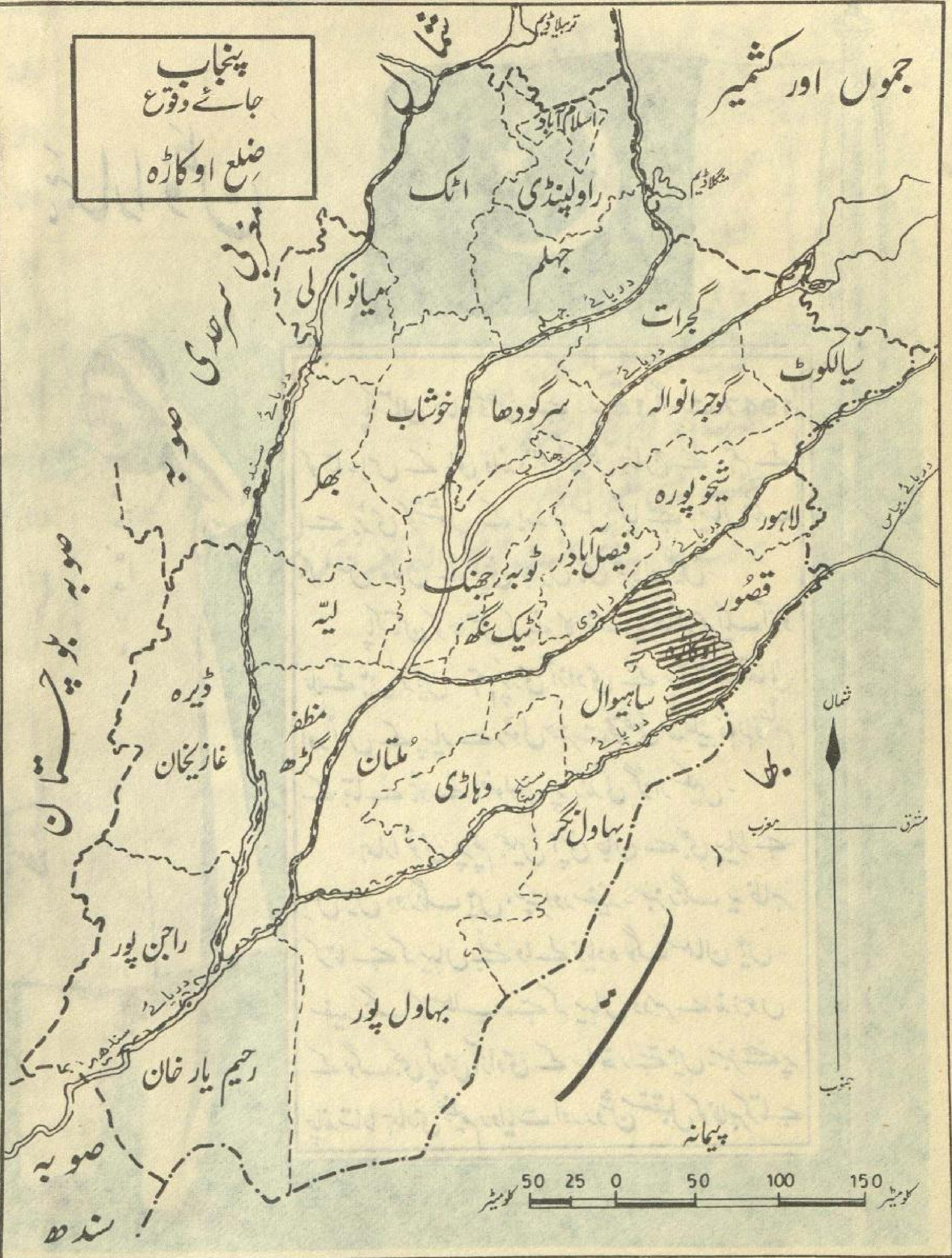
پاکستان ہمارا وطن ہے - یہ 14 اگست 1947ء کو بنا - اِس کے بانی قائدِ اعظم محمد علی جناح تھے - ہم نے اسے بڑی کوششوں کے بعد حاصل کیا ہے - یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اپنی جانیں بھی قربان کیں -

پاکِستان کو حاصل کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہم ایک آزاد علاقے میں رہیں - ہم پُوری آزادی کے ساتھ اللہ تعالیٰ اور اُس کے پیارے رسُول حضرت محمد صَلّی اللہُ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے بتائے ہُوئے اصُولوں پر زندگی گزار سکیں -

ہمارا قومی پرچم ہمیں اپنی جان سے بھی پیارا ہے - اِس میں دو رنگ ہیں، سبز اور سفید - سبز رنگ یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہاں بسنے والے زیادہ لوگ مُسلمان ہیں -

سفید رنگ کا مطلب ہے کہ یہاں دُوسرے مذہبوں کے لوگ بھی پُوری آزادی کے ساتھ رہتے ہیں - سبز حصّے پر چاند ستارا ہماری عظیم روایات اور روشن مستقبل کو ظاہر کرتا ہے -




پنجاب
جائے وقوع
ضلع اوکاڑہ
جموں اور کشمیر
اسلام آباد
راولپنڈی
اٹک
جہلم
میانوالی
گجرات
سیالکوٹ
گوجرانوالہ
سرگودھا
خوشاب
بھکر
شیخوپورہ
لاہور
فیصل آباد
ٹوبہ ٹیک سنگھ
جھنگ
قصور
لیہ
ساہیوال
ڈیرہ غازیخان
مظفر گڑھ
ملتان
وہاڑی
بہاولنگر
راجن پور
بہاول پور
رحیم یار خان
صوبہ سرحد
صوبہ بلوچستان
صوبہ سندھ
بھارت
تربیلا ڈیم
منگلا ڈیم
شمال
جنوب
مشرق
مغرب
پیمانہ
50 25 0 50 100 150
کلومیٹر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہمارا ضِلع

ہمارا ضِلع اوکاڑہ، پیارے وطن پاکستان کے صُوبہ پنجاب میں واقع ہے۔ پنج آب کا مطلب ہے پانچ دریاؤں کی سرزمین۔ اِن دریاؤں کے نام ہیں دریائے سندھ، جہلم، چناب، راوی اور ستلج۔ پنجاب کا زیادہ تر حِصّہ میدانی ہے۔ ہمارا ضِلع اِسی میدانی علاقے کا ایک حِصّہ ہے۔

صُوبہ پنجاب کے کُل 27 اضلاع ہیں۔ ہمارا ضِلع اوکاڑہ ان میں سے ایک ہے۔

حدُودِ اربعہ

ہمارے ضِلعے کے شمال مشرق میں ضِلع قصُور اور مغرب میں ضِلع ساہی وال ہے۔ اس کے شمال مغرب میں دریائے راوی اور جنُوب مشرق میں دریائے ستلج بہتے ہیں۔ دریائے راوی کے پار ضِلع شیخوپورہ اور ضِلع فیصل آباد واقع ہیں۔ دریائے ستلج کے اس پار ضِلع اوکاڑہ کی حدیں ضِلع بہاول نگر اور ہمسایہ ملک بھارت سے ملتی ہیں۔

سطح

ضِلع اوکاڑہ پنجاب کے میدانی علاقے میں واقع ہے۔ اس کی سطح ہموار، مٹی نرم اور زرخیز ہے۔ ہمارے ضِلعے کی دو تحصیلیں ہیں تحصِیل دیپال پور اور تحصِیل اوکاڑہ۔ تحصِیل دیپال پور کا علاقہ اوکاڑہ تحصِیل سے قدرے نشیب میں ہے۔ دریاؤں میں سیلاب آجاتا ہے تو یہ نشیبی علاقے پانی سے بھر جاتے ہیں۔ دریاؤں کے کناروں سے باہر جہاں تک سیلاب کا پانی جاتا ہے، وہ علاقہ بیٹ کہلاتا ہے۔ سیلاب کا پانی فصلوں اور مکانوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ سیم اور تھور کی وجہ سے کچھ علاقہ ناکارہ ہو گیا ہے۔

برسات کے موسم میں اس دریا میں بھی سیلاب آ جاتا ہے۔ سلیمانکی کے مقام پر بند باندھ کر دریائے ستلج سے نہر پاک پتن اور نہر دیپال پور نکالی گئی ہیں۔ یہ نہریں تحصیل دیپال پور کے بیشتر علاقے کو سیراب کرتی ہیں۔

ضلع قصور کی جانب سے ہمارے ضلعے میں ایک نالہ داخل ہوتا ہے۔ یہ نالہ ہمارے ضلعے سے گزر کر ضلع ساہی وال سے ہوتا ہوا دور تک چلا جاتا ہے اور آخر کار دریائے ستلج میں جا گرتا ہے۔ ہمارے ضلعے کے لوگ اسے بیا کہتے ہیں۔

دریا

دریائے راوی ہمارے ضلعے کی شمال مغربی سرحد کے ساتھ ساتھ بہتا ہے۔ پنجاب کے دوسرے دریاؤں کے مقابلے میں دریائے راوی کا پاٹ کم چوڑا ہے۔ موسم برسات میں زیادہ بارش کی وجہ سے اس میں سیلاب آ جاتا ہے۔ بلوکی کے مقام پر بند باندھ کر اس دریا سے نہر لوئر باری دو آب نکالی گئی ہے جو ہمارے ضلعے کے شمال مغربی حصے کو سیراب کرتی ہے۔

ہمارے ضلعے کا دوسرا دریا ستلج ہے۔ یہ دریا راوی سے بڑا ہے۔ اس کا پاٹ چوڑا ہے۔

تاریخِ ضِلع اوکاڑہ

اوکاڑہ کا ضِلع ایک نیا ضِلع ہے۔ اِس سے پہلے اوکاڑہ ایک تحصیل کا صدر مقام تھا اور یہ علاقہ ضِلع ساہی وال میں شامل تھا۔ اب حکومت پاکستان نے لوگوں کی آسانی کے لیے اسے الگ ضِلع بنا دیا ہے۔

اس ضِلع کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ مُسلمانوں کے آنے سے پہلے اِس علاقے میں ہندو بستے تھے۔ جب مُسلمان یہاں آئے تو انھوں نے پیارے نبی حضرت محمّد صَلّی اللہ عَلَیہِ وَآلِہٖ وَسَلّم کی باتیں ہندوؤں کو بتائیں۔ اِس پر بہت سے ہندو مُسلمان ہونے لگے۔ سُلطان محمُود غزنوی پہلا مسلمان بادشاہ تھا جو ان علاقوں میں آیا جو اب پاکستان میں شامل ہیں۔ اس نے یہاں مسلمانوں کی حکُومت قائم کی۔ اس طرح ضِلع اوکاڑہ بھی مسلم حکُومت میں شامل ہو گیا۔ مسلمانوں کی حکُومت سے اس علاقے کو بہُت فائدہ پہنچا اور لوگ خُوش حال ہو گئے۔ کُچھ عرصہ بعد ایک اور مُسلمان بادشاہ بابر، کابل سے آیا۔ اس نے ان علاقوں کو فتح کر کے جو پاکستان اور بھارت میں شامل ہیں، مغلیہ خاندان کی حکُومت قائم کی۔ اِس خاندان نے قریبًا تین سو سال تک یہاں حکُومت کی۔ ضِلع اوکاڑہ بھی اِس حکومت میں شامل تھا۔ مغل بادشاہ ہمیشہ اِنصاف سے کام لیتے تھے، اِس لیے اِس علاقے نے خُوب ترقّی کی اور لوگ خُوش حال ہو گئے۔

جب مُغلوں کی حکُومت کمزور پڑ گئی تو سکھّوں نے زور پکڑا۔ سِکھّوں کے راجا رنجیت سنگھ نے آہستہ آہستہ سارے پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ یوں ضِلع اوکاڑہ بھی اس

کے تحت آ گیا۔ لیکن سکھوں کی حکومت زیادہ دیر نہ چل سکی۔ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد انگریزوں نے سکھوں کو شکست دے کر پنجاب پر قبضہ کر لیا۔ انگریزوں نے یہاں قریبًا سو سال تک حکومت کی۔

ضلع اوکاڑہ کے لوگ انگریزوں کی حکومت کو پسند نہیں کرتے تھے۔ اُنھوں نے انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کے لیے جنگ آزادی میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ اس علاقے کے کھرل قبیلے کے لوگ انگریزوں کے خلاف خوب لڑے۔ یہ جنگِ آزادی تو کامیاب نہ ہوئی لیکن بعد میں قائدِ اعظمؒ نے یہاں کے لوگوں کو مسلم لیگ کے جھنڈے کے نیچے جمع کیا۔ ضلع اوکاڑہ کے مسلمانوں نے بھی ملک کے دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر قائدِ اعظمؒ کا ساتھ دیا اور انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزوں کو اس ملک سے جانا پڑا اور مسلمانوں کا الگ ملک پاکستان بن گیا۔ اب پاکستان میں سب لوگ خوشی خوشی زندگی گزار رہے ہیں۔

موسم اور آب و ہوا

پیارے بچو! آپ نے محسوس کیا ہو گا کہ کبھی گرمی پڑتی ہے تو کبھی سردی۔ کئی مہینے ایسے بھی آتے ہیں جن میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے، نہ زیادہ سردی۔ کبھی ہوا بند ہو جاتی ہے۔ کبھی تیز ہوا چلنے لگتی ہے۔ کبھی دُھوپ تیز ہوتی ہے۔ کبھی بادل چھا جاتے ہیں، گویا کہ زیادہ عرصے کے لیے موسم ایک جیسا نہیں رہتا۔ ایسی کیفیت کچُھ دن یا کچھ عرصہ قائم رہے تو اسے اِس جگہ کا موسم کہتے ہیں۔ موسموں کی اَدل بَدل کی سالانہ کیفیت کو "آب و ہوا" کہتے ہیں۔

ہمارے ضلع اوکاڑہ کے چار موسم ہیں۔

1 ۔ موسم گرما

2 ۔ موسم خزاں

3 ۔ موسم سرما

4 ۔ موسم بہار

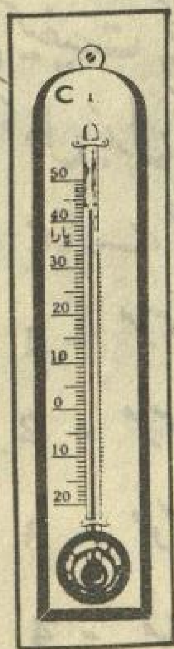
موسم گرما

ہمارے ضلعے میں موسم گرما اپریل کے آخر میں شروع ہوتا ہے۔ مئی اور جُون میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ گرمی کی وجہ سے نہ دِن میں چین آتا ہے اور نہ ہی رات کو نیند آتی ہے۔

دوپہر کو جب بچّے سکُول سے چھُٹی کرکے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں تو سخت دُھوپ اور گرمی سے بچنے کے لیے کئی طریقے استعمال کرتے ہیں۔ پیدل

پیدل چلنے والے بچّے عام طور پر درختوں کی چھاؤں یا دیواروں کی اوٹ میں چلتے ہیں، لیکن دوپہر کے وقت تو سایہ بھی چھوٹا ہوتا ہے۔ دن ڈھلے گا تو سائے لمبے ہونے شروع ہوں گے۔

دُھوپ اور گرمی سے بچنے کے لیے بعض بچے سر پر ٹوپی، رُومال یا تولیہ رکھ لیتے ہیں۔ کُچھ بچے اپنی تختی، سلیٹ یا کتاب سے سر پر سایہ کر لیتے ہیں۔ کیوں نہ ہو! لُو لگ جائے تو آدمی بیمار ہو جاتا ہے۔ گرمی اور لُو سے اپنے جسم کو محفُوظ رکھنا چاہیے۔ جُون کے مہینے میں درجہ حرارت 43 سینٹی گریڈ تک پہنچ جاتا ہے۔



جولائی کے مہینے میں گرمی تو بہُت ہوتی ہے مگر بارش کی اُمید ہونے لگتی ہے۔ کالے کالے بادل اُٹھتے ہیں تو ہوا میں خُنکی پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی موسلا دھار بارش بھی ہوتی ہے۔ ویسے ہمارے ضلعے میں بارش بہُت کم ہوتی ہے۔ ستمبر کے مہینے تک گرمی پڑتی ہے۔

موسمِ خزاں

گرمی کی شدّت اکتوبر میں ختم ہو جاتی ہے۔ اکتوبر اور نومبر کے مہینوں میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے، نہ زیادہ سردی۔ اِس موسم میں درختوں کے پتّے بھی جَھڑ جاتے ہیں۔

موسمِ سرما

دسمبر اور جنوری کے مہینے بہُت سرد ہوتے ہیں۔ دِن کے وقت دھوپ میں بیٹھنے کا خُوب مزا آتا ہے۔ اِن مہینوں میں بارش بھی ہوتی ہے جو گندم کے لیے بہُت مفید ہوتی ہے۔ کسان اسے "سونے کی بُوند" کہتے ہیں۔ سردیوں میں دِن چھوٹے اور راتیں لمبی ہوتی ہیں۔

موسمِ بہار

فروری کے آخری دنوں اور مارچ کے مہینے میں نہ زیادہ گرمی ہوتی ہے، نہ زیادہ سردی۔ فروری میں درخت نئی شاخیں اور پتّے نکالنا شروع کر دیتے ہیں۔

بہار کے موسم میں ہر جاندار خُوش نظر آتا ہے، باغوں میں خُوب رونق ہوتی ہے۔ کسان اِن دنوں زیادہ مصرُوف نہیں ہوتا، اِس لیے خُوشی خُوشی میلوں میں شریک ہوتا ہے اور لوک گیت گاتا ہے۔

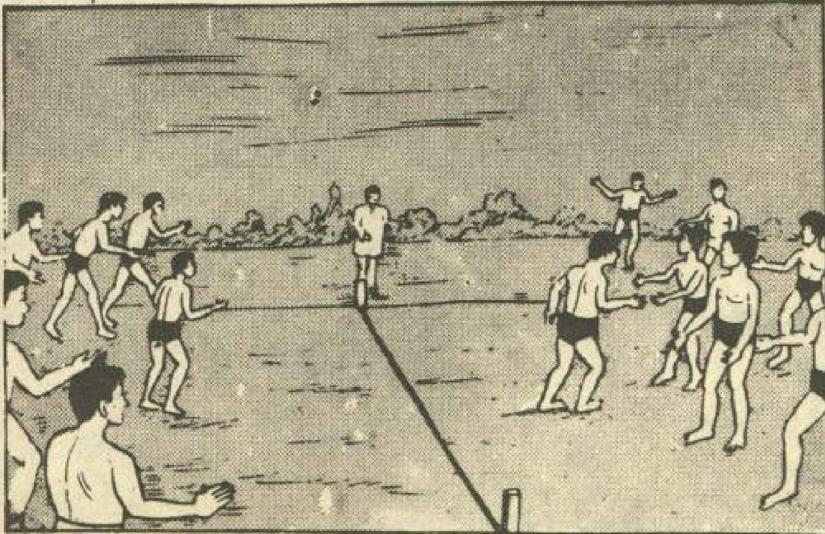


لوگ

ہمارے ضلعے کے لوگ بہت محنتی ہیں۔ زیادہ تر کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ کچھ کارخانوں میں بھی کام کرتے ہیں۔ زیادہ لوگ دیہات میں رہتے ہیں۔ مرد اکثر قمیص، کُرتا اور شلوار پہنتے ہیں۔ بعض تہمد بھی باندھتے ہیں۔ شہروں میں کوٹ، پتلون پہننے کا عام رواج ہے۔ عورتیں زیادہ تر شلوار قمیص پہنتی ہیں اور دوپٹہ اوڑھتی ہیں۔

ہمارے ضلعے کے اکثر بچّے گھر میں پنجابی بولتے ہیں۔ اُردو بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ اُردو ہماری قومی زبان ہے۔ عام طور پر بچّوں کی رنگت گندمی اور قد لمبا ہوتا ہے۔ اکثر بچّے تندرست نظر آتے ہیں۔ لڑکے عام طور پر کُرتا یا قمیص اور شلوار پہنتے ہیں۔ لڑکیاں قمیص شلوار پہنتی ہیں اور دوپٹّہ اوڑھتی ہیں۔

روٹی، گوشت، دال اور ترکاری عام غذا ہے۔ کچّی سبزیاں مثلاً ٹماٹر، مُولی، گاجر، کھیرا، ککڑی وغیرہ بھی پسند کی جاتی ہیں۔ یہ چیزیں کھانے سے جسم میں طاقت آتی ہے۔



دیہات کے لوگوں کو خاص طور پر بچّوں کو کُھلے میدان میں کھیلے جانے والے کھیل پسند ہیں،

مثلاً گُلی ڈنڈا، کبڈی اور کُشتی ۔ شہروں میں بچّے ہاکی اور کرکٹ بھی شوق سے کھیلتے ہیں ۔

تعلیم عام ہونے کی بدولت بہُت سے بچّے سکُول جانے لگے ہیں ۔ بچّے سکاؤٹنگ اور گرل گائیڈنگ میں خُوشی سے حِصّہ لیتے ہیں ۔

مَردُم شماری

ہر دس سال کے بعد محکمۂ مَردُم شماری آبادی کے بڑھنے یا گھٹنے کا حساب لگاتا ہے ۔ اِس محکمے کے مقرر کردہ آدمی گھر گھر جا کر ایک فارم پُر کرواتے ہیں تاکہ معلُوم ہو جائے کہ اِس گھر میں کِتنے لوگ رہتے ہیں ۔ یہ بھی حساب لگایا جاتا ہے کہ اِن میں بچّے کِتنے ہیں ، جوان کِتنے ہیں اور بُوڑھے کِتنے ہیں ۔ یہ بھی معلُوم کرتے ہیں کہ کِتنے پڑھے ہُوئے ہیں اور کِتنے اَن پڑھ ۔

جب یہ فارم جمع ہو جاتے ہیں تو ان میں درج کی ہُوئی تعداد کو گِن لیا جاتا ہے ۔ اِس طرح معلُوم ہو جاتا ہے کہ ایک شہر کی آبادی کِتنی ہے ۔ اِسی طرح پُورے مُلک کی آبادی کا پتا لگایا جاتا ہے ۔ ہمارے ضِلعے کی آبادی 14 لاکھ 94 ہزار ہے ۔

جب آبادی بڑھتی ہے تو کھانے پینے اور استعمال کرنے کی دیگر چیزوں کی پیداوار بڑھانے کی ضرُورت ہوتی ہے تاکہ ہر اِنسان زندگی بسر کرنے کے لیے ضرُوری چیزیں آسانی سے حاصل کر سکے جن میں غذا ، لباس ، تعلیم ، علاج اور رہائش شامل ہیں ۔

پیشے

آپ صُبح صاف کپڑے پہن کر سکُول جانے کے لِیے تیار ہوتے ہیں ۔ ناشتہ کرتے ہیں ۔ پیدل ، سائیکل پر یا بس میں سکُول جاتے ہیں ۔ سکُول میں آپ کو کتابوں، کاپیوں اور پنسلوں کی ضرُورت ہوتی ہے ۔ آپ نے کبھی سوچا ہے کہ اِن سب ضرُورتوں کو پُورا کرنے کے لِیے روپے کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اسی لِیے آپ کے ابّا اور امّی کام کرتے ہیں ۔ آپ دُوسری جماعت میں پڑھ چُکے ہیں کہ موچی جُوتا تیار کرتا ہے، حجام بال ٹھیک کرتا ہے، درزی کپڑے سیتا ہے ، ترکھان اور مستری مکان بناتے ہیں ۔ ان کے علاوہ بھی ہمارے ضِلعے میں لوگ کئی کام کرتے ہیں ۔ بعض دفتر میں



ملازم ہیں، بعض کارخانوں میں اور بعض کھیتی باڑی کرکے ہم سب کے لِیے اناج اُگاتے ہیں ۔ بعض لوگ جانور پالتے ہیں تاکہ ہمیں گوشت، دُودھ اور اُون وغیرہ مِل سکے ۔

اِن سب کاموں کو پیشے کہتے ہیں ۔ آؤ دیکھیں کہ ہمارے ضِلعے کے خاص خاص پیشے کیا ہیں ۔

کھیتی باڑی

رخشندہ تیسری جماعت میں پڑھتی ہے ۔ وُہ اپنی نانی امّاں کے

پاس شہر میں رہتی ہے۔ اُس کے والد گاؤں میں رہتے ہیں۔ اُن کے پاس کچھ زمین ہے جس میں وُہ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔

رخشندہ سردیوں کی چھٹیوں میں گاؤں آئی تو اُسے ہرے بھرے کھیت بہت اچھے لگے۔ اُس نے دیکھا کہ اُس کے والد اور بھائی بہت محنت کرتے ہیں۔ صُبح سویرے ہل جوتتے ہیں اور کئی گھنٹے ہل چلاتے رہتے ہیں۔ تھوڑی سی زمین میں سے بہت سا گیہوں اور دالیں اُگا لیتے ہیں۔ سبزیاں بھی کاشت کرتے ہیں۔ اُس کے بھائی صُبح سویرے مُولی، گاجر، شلجم اور گوبھی ریڑھے پر لاد کر منڈی لے جاتے ہیں۔ منڈی میں یہ سبزیاں دُکان دار خرید لیتے ہیں۔

کھیتوں میں سب مِل کر کام کرتے ہیں۔ کوئی گوڈی کرتا ہے، کوئی کھیتوں کو پانی دیتا ہے اور کوئی جانوروں کے لیے چارا کاٹتا ہے۔

رخشندہ کے گھر میں دو بھینسیں ہیں۔ دونوں بہت دُودھ دیتی ہیں۔ امّی دیگچہ بھر کر دُودھ اُبالتی ہیں۔ ذرا ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو ایک ایک گلاس سب کو پینے کے لیے دیتی ہیں۔ رخشندہ خُوش ہو کر دُودھ پیتی ہے۔ اُسے سکُول میں بتایا گیا ہے کہ دُودھ پینے سے صحت اچھی ہوتی ہے۔

رخشندہ کے ہاں بھیڑیں بھی ہیں۔ بھیڑیں دِن بھر گھاس چرتی ہیں اور بچّے اِن کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ رخشندہ بھی اِن سے خُوب کھیلتی ہے۔ بھیڑوں کی دیکھ بھال کرنے والے آدمی نے بتایا کہ جب بھیڑوں کے جسموں پر اُون لمبی اور گھنی ہو جاتی ہے تو اسے کاٹ کر بیچ دیا جاتا ہے۔ کارخانوں میں اُون سے گرم کپڑا بنتا ہے۔

دفتری ملازمت

قاسم کے بھائی دفتر میں کام کرتے ہیں۔ اُن کا دفتر بینک

کہلاتا ہے۔ وُہ صُبح سویرے جاتے ہیں اور شام کو دیر سے واپس آتے ہیں۔ امّی کہتی ہیں کہ بینک میں بہُت کام ہوتا ہے۔ روزانہ بینک میں بہُت سے لوگ آتے ہیں۔ کوئی رُوپے جمع کرواتا ہے، کوئی رُوپے نِکلواتا ہے۔



اس لین دین کا حساب ایک رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے۔

قاسم کے بھائی کے ساتھ اور بھی بہُت سے لوگ کام کرتے ہیں۔

بینک کے بڑے دروازے پر ایک بندوق والا چوکیدار بیٹھا رہتا ہے۔ وُہ بینک کی حفاظت کرتا ہے۔

بینک کے مینیجر سب کے کام کی دیکھ بھال کرتے ہیں اور قاسم کے بھائی کو خط لکھوا دیتے ہیں جسے وُہ ٹائپ کر دیتے ہیں۔ وُہ خط دُور دُور دفتروں میں جاتے ہیں، اِس لیے قاسم کے بھائی اِن خطوں کو بہُت احتیاط سے ٹائپ کرتے ہیں۔

دفتر کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ ہر ایک دفتر میں علیحدہ علیحدہ قسم کا کام ہوتا ہے۔

دُکانداری

آج عثمان بہُت خُوش ہے۔ وُہ اپنی امّی اور ابّا کے ساتھ بازار آیا ہے۔ وُہ سب عید کے لِیے نئے کپڑے اور جُوتے خریدیں گے۔ بازار

میں بہُت سی دُکانیں ہیں ۔ لوگ بھی بہُت ہیں ۔ عثمان کو مٹھائی اور پھل کی دُکانیں بہُت اچھی لگیں ۔ اُس کا جی چاہا کہ اُنھیں دیکھتا ہی رہے ۔ پاس ہی ایک غباروں والا ہے ۔ اُس کے رنگ برنگ کے غبارے چھت سے بھی اُونچے ہیں ۔

ابھی عثمان یہ دیکھ ہی رہا تھا کہ اُس کی امّی انگلی پکڑ کر اُسے کپڑوں کی ایک دُکان پر لے گئیں ۔ دُکاندار نے اُسے بہُت سے رنگوں کے کپڑے دکھائے ۔ عثمان نے اپنے لیے گلابی رنگ کا کپڑا پسند کیا ۔ اُنھوں نے ساتھ والی دُکان سے براؤن جُوتے بھی خریدے ۔



عثمان کے ابّا عثمان کو پھل کی ایک دُکان پر بھی لے گئے ۔ وہاں سے اُس نے مالٹے خریدے ۔ عثمان کے ابّا نے اُسے مٹھائی کا ایک ڈبّا بھی لے دیا ۔ عثمان نے سوچا کہ وُہ ڈبّے کو افطار کے وقت کھولے گا ، تب امّی اور ابّا بھی کھا سکیں گے ۔ بازار سے نکلتے وقت عثمان نے کہانیوں کی ایک کتاب بھی خریدی ۔

کارخانے کی مزدُوری

اسلم کے ابّا ایک کارخانے میں کام کرتے ہیں ۔ اِس کارخانے میں سُوتی کپڑا بنتا ہے ۔ یہ کپڑا کئی قسم کا ہوتا ہے ، سفید ، رنگ دار ، پھُولوں والا اور دھاریوں والا ۔ اِس کارخانے

میں بڑی بڑی مشینیں لگی ہیں جن سے کپڑا تیار ہوتا ہے۔ یہ بہت بڑا کارخانہ ہے۔
اِس میں بہُت سے مزدُور کام کرتے ہیں۔

کام صُبح آٹھ بجے سے پانچ بجے شام تک ہوتا ہے۔ دوپہر بارہ بجے کھانے کی چھُٹّی ہوتی ہے۔ سب کاریگر اپنا اپنا کھانا لے کر ایک بڑے کمرے میں بیٹھ جاتے ہیں اور اطمینان سے کھانا کھاتے ہیں۔

کھانے کی چھُٹّی کے بعد کام پھر شرُوع ہو جاتا ہے۔

ہر پندرہ دن کے بعد کام کرنے والوں کو اُجرت مِلتی ہے۔ وہاں ایک دُکان ہے جہاں سے چیزیں سَستی مِلتی ہیں۔ کبھی کبھی اسلم کے ابّا بھی وہاں سے چیزیں خرید کر لاتے ہیں۔ وہاں کام کرنے والوں کے لِیے ایک ہسپتال بھی ہے۔ اگر کوئی آدمی بیمار ہو جائے تو اُسے وہاں سے دوا مُفت دی جاتی ہے۔

آب پاشی

پانی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت ہے۔ اس کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر ہماری زمین پر پانی نہ ہوتا تو یہ بھی چاند کی سطح کی طرح بنجر اور ویران ہوتی۔ نہ درخت اور گھاس ہوتے، نہ پھول دار پودے اور لہلہاتے کھیت۔ بس ہمیں پانی کا ایک قطرہ بھی ضائع نہیں ہونے دینا چاہیے۔ ہمارے پیارے نبیؐ کا فرمان ہے کہ وضو کے لیے بھی اتنا ہی پانی استعمال کرو، جتنے پانی کی ضرورت ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی کی نعمت دو طرح سے عطا کی ہے۔ ایک تو بارش کے ذریعے اور دوسرے ان ذخیروں سے جو زمین کے اندر موجود ہیں۔

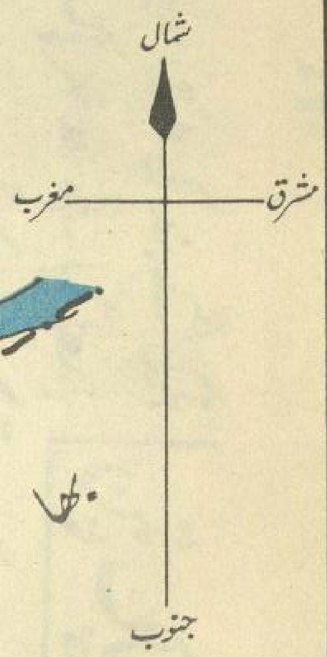
ہمارے ضلعے میں بارش کم ہوتی ہے۔ دریاؤں کا پانی ہر جگہ میسر نہیں آتا، اس لیے کنوئیں کھود کر بھی زمین کی تہہ سے پانی حاصل کیا جاتا ہے۔ پس جس طریقے سے بھی ہم اپنی فصلوں کے لیے پانی حاصل کرتے ہیں، اسے "آب پاشی" کہتے ہیں۔

نہریں

ہمارے ضلعے کے شمال مغرب میں دریائے راوی اور جنوب مشرق میں دریائے ستلج بہتا ہے۔ اِن دریاؤں سے کئی نہریں نکالی گئی ہیں، جو ہمارے کھیتوں کو سیراب کرتی ہیں۔ آب پاشی کا محکمہ نہروں کے پانی کا بندوبست کرتا ہے۔

نہر لوئر باری دوآب

نہر لوئر باری دوآب، بلوکی کے مقام پر بند باندھ کر نکالی گئی ہے۔ یہ نہر ضلع اوکاڑہ کے کھیتوں کو سیراب کرتی ہے۔

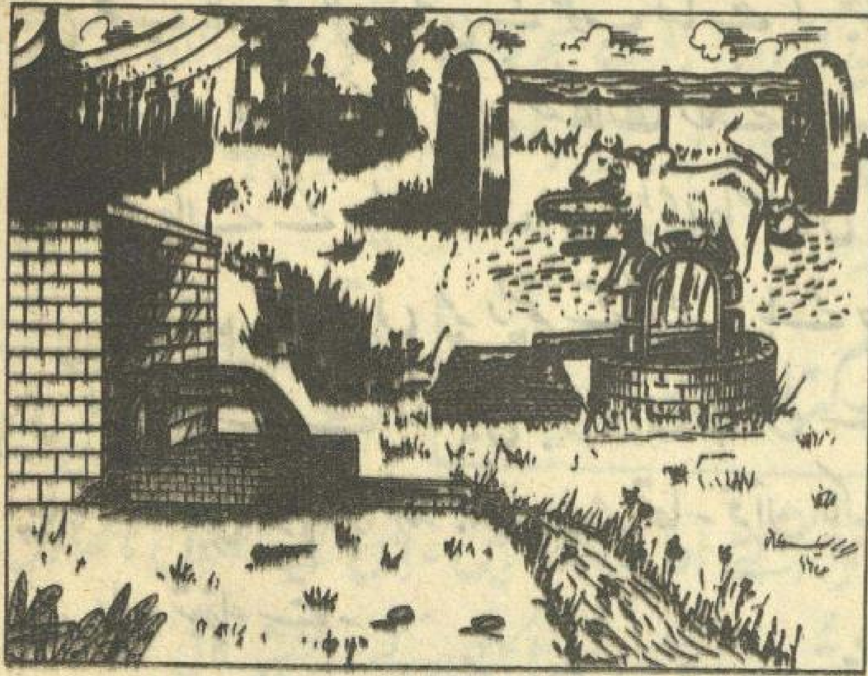

ضلع
اوکاڑہ
حدود اربعہ - سطح
نہریں اور پیداوار
کلومیٹر 0 5 10 20 30 کلومیٹر
شمال
جنوب
مشرق
مغرب
ضلع شیخوپورہ
ضلع فیصل آباد
دریائے راوی
ضلع بہاول نگر
دریائے ستلج
سلیمانکی ہیڈورکس
اوکاڑہ
دیپالپور
رینالہ خورد
حویلی لکھا
بصیرپور
ستگھرہ
کپاس
گندم
مکئی
چاول
گنا
امرود
آم
بیٹ
نہر پاک پتن
نشیبی علاقہ
میدانی علاقہ
حد ضلع
حد تحصیل
نہر یا شاخ
ہیڈورکس

نہر پاک پتن

بلوکی کے بند کی طرح، دریائے ستلج پر سلیمانکی کے مقام پر بند باندھا گیا ہے اور نہر پاک پتن نکالی گئی ہے۔ یہ نہر تحصیل دیپال پور کے علاقے کو سیراب کرتی ہے۔

نہر دیپال پور

دریائے ستلج پر فیروز پور کے مقام پر بند باندھ کر نہر دیپال پور نکالی گئی ہے جو تحصیل دیپال پور کے کھیتوں کو سیراب کرتی ہے۔



ٹیوب ویل

ہمارے ضلعے کی زمین بہت زرخیز ہے۔ اگر پانی مل جائے تو بہت اچھی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ اب کئی جگہوں پر ٹیوب ویل لگا دیے گئے ہیں۔ ٹیوب ویل بجلی یا ڈیزل سے چلتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے بہت سے کھیت سیراب ہو جاتے ہیں۔ حکومت بھی ٹیوب ویل لگانے میں کسانوں کی مدد کرتی ہے۔

کنوئیں

جن علاقوں میں کم گہرائی پر پانی نکل آتا ہے، وہاں کنوئیں کھود کر رہٹ لگائے گئے ہیں۔ رہٹ کو عام طور پر بیل چلاتے ہیں۔ یہ بھی سارا دن کام کریں تو بہت سے کھیت سیراب کر دیتے ہیں۔

ہمارے درخت اور چراگاہیں

ہمارے ضلعے میں نہروں سے پہلے ریت ہی ریت تھی ۔ ہر طرف گرد ہی گرد اُڑتی تھی ۔ مگر جب دریائے راوی اور دریائے ستلج سے نہریں نکالی گئیں تو ان نہروں کے پانی کی بدولت ہمارے ضلعے میں درختوں کے کئی جنگل لگائے گئے۔ کھیتی باڑی بھی خُوب ہونے لگی ۔ کسی نے خُوب کہا ہے کہ" جنگلات ہیں تو کھیت' ورنہ کورا ریت"

دیپال پور میں بھی ایسے جنگلات لگائے گئے ہیں ۔ دوسرے فائدوں کے علاوہ اِن سے جلانے کے لیے بہُت سی لکڑی حاصل کی جاتی ہے۔

شہتُوت کے پتوں پر ریشم کے کیڑے پالے جاتے ہیں۔ گھنے جنگلات میں شہد کی مکھیاں اپنے چھتّے لگا لیتی ہیں ۔ اِن چھتّوں سے شہد حاصل کیا جاتا ہے۔ ہمارے پیارے رسُولِ کریمؐ کو شہد بہُت پسند تھا ۔ قرآن پاک میں لکھا ہے کہ شہد میں لوگوں کے لیے شفاء ہے ۔

ہمارے ضلع میں بارش کم ہوتی ہے، اِس لیے قُدرتی نباتات کی کمی ہے ۔ جنگلات کم ہیں ۔ کھیتوں ، سڑکوں اور ریلوے لائن کے کنارے درختوں کے جُھنڈ نظر آتے ہیں ۔ نہری نظام سے پہلے یہاں ایسے درخت اُگائے جاتے تھے جو خشک آب و ہوا اور کم پانی کے باوجُود اُگ آتے تھے ۔ اِن میں جنڈ ، ون ، فراش اور پہاڑی کیکر زیادہ مشہُور ہیں ۔ جنڈ ، ون اور فراش کے درخت ختم ہوتے جا رہے ہیں ۔ اب قیمتی لکڑی کے درخت شیشم ، تُوت ، بکائن ، جامن ، سرس ، سفیدہ ، پاپلر اور دیسی کیکر اُگائے جاتے ہیں۔

دیپال پور کے قریب ہمارے ضلعے کا سب سے بڑا جنگل پیپلی پہاڑ میں ہے۔ یہ بڑا وسیع اور گھنا جنگل ہے۔ اِس میں شیشم، شہتُوت، کیکر، سفیدہ اور پاپلر کے درخت ہیں۔ شہتُوت کے پتوں پر ریشم کے کیڑے پالے جاتے ہیں۔ شہتُوت کی نرم شاخوں سے ٹوکریاں بنائی جاتی ہیں۔ یہ جنگل محکمۂ جنگلات کی زیرِ نگرانی ہے۔

سڑکوں اور ریلوے لائن کے اِرد گرد درخت

ضلعے میں درختوں کی کمی پُوری کرنے کے لیے سڑکوں اور ریلوے لائن کی دونوں طرف شجر کاری کی گئی ہے۔ اِن درختوں کی وجہ سے سڑکوں اور ریلوے لائن کے اِرد گرد گرد و غبار کم ہو گیا ہے۔ مسافر گرمی کی شدت سے محفُوظ ہو گئے ہیں۔

نہروں اور کھالوں کے کنارے درخت

نہروں اور کھالوں کے کنارے پانی کافی ہوتا ہے۔ نمی والی جگہ پر درخت جلدی اُگتے اور بڑھتے ہیں۔ اِس لیے نہروں، کھالوں اور راجباہوں کے کنارے شیشم، شہتُوت، جامن اور بکائن کے درخت کافی تعداد میں لگائے گئے ہیں۔ کسانوں کو بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ وہ اپنے کھیتوں کے کنارے درخت لگائیں۔

شجر کاری کے ہفتے

جنگلات کی کمی کو پُورا کرنے کے لیے اور درختوں کی حفاظت کے لیے حکومت نے ایک محکمہ قائم کیا ہُوا ہے۔ اسے "جنگلات کا محکمہ" کہتے ہیں۔ یہ محکمہ نہ صرف نئے درخت لگاتا ہے بلکہ پہلے سے لگائے ہُوئے درختوں کی حفاظت بھی کرتا ہے۔

فروری میں موسمِ بہار اور اگست میں موسمِ برسات ہوتا ہے۔ یہ دونوں موسم درخت لگانے کے لیے بہت اچھے ہیں۔ اِن دنوں محکمہ جنگلات ہزاروں کی تعداد میں پودے اور قلمیں لگاتا ہے۔ جو لوگ خُود درخت لگانا چاہیں، انھیں پودے سستے داموں مل جاتے ہیں۔ ہر سال موسمِ بہار اور موسمِ برسات میں سکُولوں، گھروں، دفتروں، باغیچوں، کھیتوں اور سڑکوں کے کنارے ہزاروں درخت لگائے جاتے ہیں۔ یہ محکمہ اِن دونوں مہینوں میں ایک ایک ہفتے کے لیے نئے درخت لگانے کی مہم چلاتا ہے' اسے ہفتہ شجرکاری کہتے ہیں۔

پھل دار درخت

ہمارے ضلعے میں پھل دار درخت بھی لگائے جاتے ہیں۔ آم اور جامن کا درخت اچھی فصل دیتا ہے۔ ہمارا ضلع پھلوں کے لیے ملک بھر میں مشہُور ہے۔ رینالہ خورد کا باغ کئی کلومیٹر تک پھیلا ہُوا ہے۔ امرُود کی فصل سال میں دو مرتبہ ہوتی ہے۔

درخت زمین کی خوب صُورتی بڑھاتے ہیں۔ زمین کے کٹاؤ کو روکتے ہیں۔ یہ آب وہوا پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ درخت اپنی جڑوں کے ذریعے زمین سے پانی حاصل کرتے ہیں اور پتوں کے راستے نمی خارج کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں درخت ہوتے ہیں۔ وہاں گرمی کم محسوس ہوتی ہے۔ درخت بڑی کارآمد چیز ہیں۔ اِن سے مُلکی دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہمیں اِن کی حفاظت کرنی چاہیے۔

چراگاہیں

ہمارے ضلعے کی شمال مغربی سرحد کے ساتھ ساتھ دریائے راوی اور جنُوب مشرقی سرحد کے ساتھ ساتھ دریائے ستلج بہتا ہے۔ ان دریاؤں کے کناروں پر جنگلات ہیں جہاں قدرتی گھاس اور جڑی بوٹیاں اُگ آتی ہیں۔ یہ سارے

ضلعے کی مشہور چراگاہیں ہیں جہاں بھیڑ، بکریاں اور دیگر مویشی کافی تعداد میں پالے جاتے ہیں۔ان چراگاہوں کو بیلہ کہتے ہیں۔ اِن چراگاہوں کے علاوہ ذخیروں اور زرعی علاقوں میں بھی چراگاہیں موجود ہیں۔ان علاقوں میں پالتو جانور کافی تعداد میں پالے جاتے ہیں۔

ہماری فصلیں

گندم

ہمارے ضلعے میں زیادہ لوگ دیہات میں رہتے ہیں اور ان کا اہم پیشہ کھیتی باڑی ہے۔ نہروں کی بدولت اب خاصی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ موسمِ سرما میں کاشت ہونے والی فصلوں کو "ربیع کی فصلیں" کہتے ہیں۔ اِنھیں زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ موسمِ گرما میں کاشت ہونے والی فصلوں کو "خریف کی فصلیں" کہتے ہیں۔ اِنھیں زیادہ پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے ضلعے میں دونوں طرح کی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔

کسان نومبر کے مہینے میں بہت مصروف ہوتا ہے۔ صبح جائیں تو ہل چلانے میں مصروف ہوتا ہے۔ شام کو جائیں تو اور زیادہ تیزی سے ہل چلاتا نظر آتا ہے۔ اندھیرا پھیلنے سے پہلے تمام کھیت میں ہل چلانے کی فکر میں ہوتا ہے، تاکہ دوسرے دِن سہاگہ پھیر سکے۔ کیوں نہ ہو! گندم بونے کا یہی تو وقت ہے۔ کسان اب بیج ڈالے گا تو فصل اچھی ہوگی۔

فروری کے مہینے میں سٹے نِکلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اپریل کے مہینے میں فصل پک جاتی ہے۔ کسان اپنی لہلہاتی فصلوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔

کسان اِن دنوں فارغ ہوتا ہے، اِس لیے خوشی خوشی میلوں میں شریک ہوتا ہے۔ کسان دُعا کرتا ہے کہ اِن دنوں بارش نہ ہو کیونکہ پکی ہوئی فصل پر بارش ہو جائے یا اولے پڑ جائیں تو بڑا نقصان ہوتا ہے۔ پکے ہوئے پودے، درانتی سے کاٹتا ہے اور گٹھے بنا کر رکھتا جاتا ہے۔ اِن گٹھوں کا ڈھیر ایک جگہ لگا دیتا ہے تاکہ کٹائی سے

فارغ ہوکرگاہ سکے ۔ دانے الگ کرے اور بُھس الگ ۔ بُھس بھی بڑے کام کی چیز ہے ۔ کسان سارا سال اپنے ڈھور ڈنگروں کو بُھس کھلاتا ہے اور اگر ضرورت سے زیادہ ہو تو بیچ بھی دیتا ہے ۔

کپاس

گندم کی فصل کٹ چکتی ہے تو کسان اِنھی کھیتوں کو کپاس کی کاشت کے لِیے تیار کرتا ہے ۔ کھیت میں بار بار ہل چلاتا ہے تاکہ مٹّی کے ڈھیلے وغیرہ ٹوٹ جائیں ۔ کسان زمین ہموار کرنے کا خاص خیال رکھتا ہے تاکہ پانی ایک جیسا لگ سکے ۔

کپاس ہمارے کسانوں کی بُہت آمدنی والی فصل ہے ، اِس لِیے اِس پر بُہت محنت کرتے ہیں ۔ فصل تیار ہونے تک دو تین دفعہ گوڈی کرتے ہیں، اِس طرح زمین بھی نرم ہو جاتی ہے اور درمیان سے جڑی بوٹیاں اور گھاس بھی نکال لیتے ہیں ۔ محکمۂ زراعت والے ٹھیک ہی تو کہتے ہیں، "جتنی گوڈی ، اتنی ڈوڈی ۔"

محکمۂ زراعت بھی ان کی ہرطرح مدد کرتا ہے ۔ اِنھیں کھاد مہیّا کرتا ہے، جس سے فصل بُہت اچھی ہو جاتی ہے ۔ کیڑے اور سُنڈیاں کپاس کے پودے کی دُشمن ہیں ۔ ان کو مارنے کے لِیے محکمۂ زراعت کے ہوائی جہاز کھیتوں پر دوائی چھڑکتے ہیں ، جس سے یہ کیڑے اور سُنڈیاں مَر جاتی ہیں ۔

ہمارے ضلعے میں زیادہ تر امریکن کپاس کاشت کی جاتی ہے، جسے "نرما" کہتے ہیں ۔ اِس کپاس سے ملائم اور باریک دھاگا بنتا ہے ، جس سے عُمدہ قسم کا کپڑا تیار ہوتا ہے ۔

گندم کے علاوہ موسمِ سرما میں کاشت ہونے والی اہم فصل چنا ہے ۔

گنّا

گنّا سارے سال کی فصل ہے ۔ اس کی کاشت عام طور پر فروری کے مہینے میں

شروع ہو جاتی ہے۔ اِس کے لیے زمین بہُت زرخیز چاہیے۔ پانی کی بھی بہُت ضرورت ہوتی ہے۔ کھاد بھی بہُت زیادہ استعمال کرنا پڑتی ہے۔

چاول ہمارے ضلعے میں اب چاول کی کاشت بھی شروع ہو گئی ہے۔ چاول کی بوائی مئی اور جُون میں ہوتی ہے۔ چاولوں کے بیج پہلے چھوٹی چھوٹی کیاریوں میں اُگائے جاتے ہیں۔ اِن چھوٹے پودوں کو 'پنیری' کہتے ہیں۔ ایک طرف پنیری تیار کی جاتی ہے تو دُوسری طرف کسان چاول کی کاشت کے لیے بڑے بڑے کھیت تیار کرتا ہے۔ چاول کے کھیت کو ہموار رکھا جاتا ہے اور کھیت کے کناروں کو ذرا اُونچا کر دیا جاتا ہے تاکہ پانی وہاں کھڑا رہے۔

اکتوبر کے آخر میں فصل پک جاتی ہے تو کسان اسے کاٹ کر اس کے گٹھے بنا لیتے ہیں اور چاول کے ڈنٹھل کو چاول کے دانوں سے علیحدہ کرتے ہیں۔ چاول کے ڈنٹھل کو "پرالی" کہتے ہیں۔ پرالی سے گتّہ اور کاغذ بنایا جاتا ہے۔ مویشی بھی اسے شوق سے کھاتے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں عام طور پر 'اِری پاک' چاول کی کاشت کی جاتی ہے۔

مکئی مکئی بھی گرمیوں کے موسم کا پودا ہے۔ اسے بھی پانی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ بھٹے پکنے سے پہلے کافی فصل کاٹ کر مویشیوں کو چارے کے طور پر ڈال دی جاتی ہے۔ اِس کے ڈنٹھل میں بہُت رس ہوتا ہے، جسے مویشی بہُت پسند کرتے ہیں۔ مکئی کے ہرے بھٹوں کو کوئلوں پر بھون کر کھایا جائے تو بڑا مزا آتا ہے۔

فصل پک جانے پر کسان بھٹے سے دانے علیحدہ کر لیتے ہیں۔ مکئی کے آٹے کی روٹی بھی بڑی مزے دار ہوتی ہے۔

تمباکو ہمارے ضلعے میں زیادہ لوگ دیہات میں آباد ہیں۔ دیہات کے اکثر لوگ حُقّہ

پیتے ہیں ، اِس لیے ہمارے ضلعے میں تمباکو کی کاشت پر توجہ دی جاتی ہے ۔ یہ بہُت آمدنی والی فصل بھی ہے ۔

تمباکو کے پودے کو پانی کی بہُت ضرورت ہوتی ہے ۔ تمباکو کے کھیت کو گھاس سے اچھی طرح صاف رکھا جاتا ہے ۔ جُون میں فصل پک کر تیار ہو جاتی ہے تو تمباکو کے پتّے اُتار لیے جاتے ہیں اور پھر اِس سے حقّے میں پینے والا اور سگریٹ میں استعمال ہونے والا تمباکو تیار کیا جاتا ہے ۔

سبزیاں

ہم روزانہ سبزیاں کھاتے ہیں ۔ سبزیوں کا استعمال ہماری صحت کے لیے بڑا ضروری ہے ۔ ہمارے ضلعے میں موسم سرما کی سبزیاں گوبھی ، پالک ، شلجم ، مولی ، گاجر ، ٹماٹر ، مٹر ، میتھی ، آلو وغیرہ ہیں اور کدو ، توری ، بھنڈی ، کریلے ، ٹنڈے وغیرہ موسم گرما کی اہم سبزیاں ہیں ۔

پالتو جانور

ہماری روز مرّہ زندگی کی ضرُوریات پُورا کرنے میں جانور اہم مقام رکھتے ہیں۔اِن کے بغیر ہماری ضرُوریات پُوری نہیں ہوسکتیں۔ مثال کے طور پر دودھ حاصل کرنے کے لیے گائیں، بھینسیں اور ہل چلانے کے لیے بیل رکھّے جاتے ہیں۔ گوشت اور اُون کے لیے بھیڑ اور بکریاں پالی جاتی ہیں۔ ہمارے ضلعے میں اچھی نسل کے جانور پالے جاتے ہیں جن سے ہم بہُت سارے فائدے حاصل کرتے ہیں۔

گائے گائے ایک مفید جانور ہے۔اس کے دُودھ سے دہی، ملائی، پنیر، گھی اور لسّی وغیرہ بنائی جاتی ہے۔ ہمارے ضلعے میں ساہیوال نسل کی گائے پائی جاتی ہے۔ یہ گائے زیادہ دُودھ دیتی ہے۔ اسی وجہ سے یہ زیادہ پسند کی جاتی ہے۔اِس کی کھال ملائم اور ڈھیلی ہوتی ہے۔ اِس کی عام رنگت سُرخ بادامی ہوتی ہے۔اِس کے سینگ چھوٹے اور موٹے ہوتے ہیں۔ ایک صحت مند گائے روزانہ   سے   لیٹر تک دُودھ دیتی ہے۔ ساہیوال نسل کی گائے دُنیا بھر میں مشہُور ہے۔

ساہیوال نسل کا بیل ہل چلانے کے لیے بے حد پسند کیا جاتا ہے۔اِس کے سینگ چھوٹے، کوہان اُبھری ہُوئی اور گردن کے نیچے گوشت کی جھالر خُوب صُورت لگتی ہے۔

بھینس ہمارے ضلعے میں عام طور پر راوی نسل کی بھینس پالی جاتی ہے۔یہ نسل خُوب صُورت اور اصیل ہے۔گھر میں بھی آسانی سے پالی جاسکتی ہے۔ اِس نسل کی بھینس خُوب دُودھ دیتی ہے۔

ملٹری ڈیری فارم اوکاڑہ مُلک بھر میں مشہور ہے۔ اِس میں عُمدہ نسل کی بھینسیں رکھی گئی ہیں۔ اِس ڈیری فارم کا دُودھ اور مکھن پاک فوج کے جوانوں کے لیے بھیجا جاتا ہے۔

بھیڑیں ہمارے ضلعے میں بھیڑیں کثرت سے پالی جاتی ہیں۔ بھیڑ دو طرح سے مفید ہے۔ ایک تو اِس کا گوشت کھایا جاتا ہے اور دُوسرا اِس کی اُون سے گرم کپڑے بنائے جاتے ہیں۔ اِس کا پالنا آسان ہے۔ یہ جڑی بوٹیوں اور جھاڑیوں پر گزارا کر لیتی ہے۔ کچھ لوگ بھیڑ کا دُودھ بھی استعمال کرتے ہیں۔

ہمارے ضلعے میں لوہی نسل کی بھیڑیں پالی جاتی ہیں۔ یہ دُودھ دینے والی نسل ہے۔ اِس کی اُون موٹی اور لمبی ہوتی ہے۔ ہمارے ضلعے میں نہری علاقوں میں عام پالی جاتی ہے۔ اِس نسل کو لموچڑ بھی کہتے ہیں۔

بکری بکری چھوٹے بڑے پودوں کو ان کی چوٹی سے چبا لیتی ہے۔ کانٹے دار جھاڑیوں، پھلوں اور پھولوں کا صفایا کر دیتی ہے۔ یہ پودوں کی دشمن ہے۔ اسے باندھ کر رکھنا چاہیے۔

ہمارے ضلعے میں بیتل نسل کی بکریاں پالی جاتی ہیں۔ ہمارے ہاں ٹیڈی نسل یعنی چھوٹے قد والی بکریاں بھی پالی جاتی ہیں۔ ٹیڈی بکریاں ایک وقت میں دو دو تین تین بچے دیتی ہیں۔

اوکاڑہ کے نزدیک بہادر نگر میں حیوانات کی بہتر نسلیں بڑھانے کی ایک تجربہ گاہ ہے جہاں گائے، بھینس اور ٹیڈی بکریوں کی اچھی نسل دریافت کرنے کے لیے تجربات ہُوئے ہیں۔

گھوڑا گھوڑا ہمت والا، مفید اور سمجھ دار جانور ہے۔ اسے سواری، تانگے اور دوڑ

کے لیے سدھایا جاتا ہے۔ گھوڑے مختلف رنگ اور نسل کے ہوتے ہیں۔ اچھی نسل کا گھوڑا اپنے مالک کے اشارے کو بخوبی سمجھتا ہے۔ تانگے میں جتا ہو تو جتنی سواریاں چاہو، بٹھا لو، اُف تک نہیں کرتا۔ جب ریل گاڑی یا بس ایجاد نہیں ہوئی تھی، لوگ گھوڑوں پر ہی سفر کرتے تھے۔ ہر چھوٹے بڑے شہر، قصبے اور گاؤں میں گھوڑا نظر آتا ہے۔

ان جانوروں کے علاوہ ہمارے ضلعے میں مرغ بانی کا شوق بڑھ رہا ہے۔ لوگوں نے اپنے کھیتوں میں بڑے بڑے پنجرے بنا رکھے ہیں جن میں بے شمار مرغ اور مرغیاں پال رکھی ہیں۔ مرغیوں سے گوشت اور انڈے حاصل ہوتے ہیں۔

کارخانے اور دستکاریاں

ہم پڑھ آئے ہیں کہ اسلم کے ابا کارخانے میں کام کرتے ہیں۔ ہمارے ضلعے میں بہُت سے کارخانے ہیں جن میں بہُت سے لوگ کام کرتے ہیں اور ہماری ضرُوریات کو پُورا کرنے کے لِیے بہُت سی چیزیں بناتے ہیں۔ چیزیں جِتنی زیادہ بنیں گی، لین دین اتنا ہی زیادہ ہوگا، میل ملاپ بڑھے گا، ہمارے پاس پیسے زیادہ ہوں گے، ہم اچھے مکان بنائیں گے، اچھے کپڑے پہنیں گے، اچھے سکُول بنائیں گے اور اچھی تعلیم حاصل کریں گے۔

آئیے آج ہم اپنے ضلعے کے چند مشہُور کارخانوں کے متعلق پڑھیں۔

چینی کا کارخانہ

اوکاڑہ سے چند کلو میٹر کے فاصلہ پر فیصل آباد روڈ کے کنارے ایک بہُت بڑی مِل ہے۔ اِس مِل میں مشینوں کے ذریعے گنّے سے چینی تیار کی جاتی ہے۔اِس کارخانے کا نام بابا فرید شوگر ملز ہے۔اِس مِل میں بہُت سارے لوگ کام کرتے ہیں۔ گنّے کے موسم میں ان کارخانوں میں دِن رات کام ہوتا ہے۔ چینی بوریوں میں بھر کر سٹوروں میں بھیج دی جاتی ہے۔وہاں سے یہ ڈپوؤں اور دکانوں میں بھیجی جاتی ہے جہاں سے ہم اسے حاصل کر سکتے ہیں۔

سُوتی کپڑے کا کارخانہ

اوکاڑہ شہر میں سُوتی کپڑا تیار کرنے کا بہُت بڑا کارخانہ ہے۔اِس کا نام ستلج کاٹن ملز ہے۔ اِس کارخانے میں ہر روز سینکڑوں کاریگر اور مزدُور کام کرتے ہیں۔ یہاں ہر قسم کا کپڑا تیار

کیا جاتا ہے۔اِس کارخانے میں تولیے ، بنیان اور بستر کی چادریں تیار کی جاتی ہیں۔ اِس مِل کا لٹھا نہایت عمدہ اور پائیدار ہے۔

کپاس بیلنے کے کارخانے

ہمارے ضِلعے میں عُمدہ قسم کی کپاس پیدا ہوتی ہے۔ لمبے ریشے کی کپاس سُوت تیار کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ملوں میں کپاس بیل کر بنولے الگ کر لیے جاتے ہیں۔ روئی کو مشینوں کے ذریعے دبا کر بڑی بڑی گانٹھوں کو کاٹن ملز میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ وہاں روئی سے سُوت اور سُوت سے عُمدہ کپڑا تیار ہوتا ہے۔ ہمارے ضِلعے میں کپاس بیلنے کے کارخانے اوکاڑہ ، دیپال پور اور رینالہ خورد میں ہیں۔

بنولوں سے تیل نکالنے کے لیے چھوٹے بڑے شہروں میں کئی آئل ملز موجود ہیں۔

دُودھ خُشک کرنے کا کارخانہ

رینالہ خُورد میں ملتان روڈ کے کنارے ایک صاف ستھرا اور بڑا کارخانہ موجود ہے۔اس کارخانے کے بڑے دروازے پر ملٹری ڈیری فارم کا بورڈ لگا ہے۔اِس کارخانے میں دُودھ کو خشک کر کے اس کا پاؤڈر تیار کیا جاتا ہے۔یہ خشک دُودھ پلاسٹک کے لفافوں اور ٹین کے ڈبوں میں بند کر کے دُوسرے شہروں کو بھیج دیا جاتا ہے۔ دُودھ خشک کرنے کا سارا کام مشینوں سے کیا جاتا ہے۔

پھلوں سے رس نکالنے کا کارخانہ

ہمارے ضِلعے میں اچھی قِسم کے پھل کافی پیدا ہوتے ہیں۔

رینالہ خورد کا باغ اچھی قِسم کے پھلوں کے لیے دُنیا بھر میں مشہُور ہے۔یہاں مالٹے، سنگترے اور کینو بڑی تعداد میں پیدا ہوتے ہیں۔ ان پھلوں کا رس نکالنے کے لیے

رینالہ خورد میں دو کارخانے قائم ہیں ۔ پھلوں سے رس نکال کر بوتلوں میں بھرا جاتا ہے ۔ یہ تمام کام مشینوں کے ذریعے ہوتا ہے ۔ اس کے علاوہ مُربّے، اچار اور چٹنیاں بھی تیار کی جاتی ہیں ۔ ہمارے ضلعے کی یہ چیزیں مُلک کے کونے کونے میں مِلتی ہیں ۔ کسان میچلز فروٹ فارمز اور رینالہ فروٹ فارمز ان اشیا کے لیے مشہور ہیں ۔

دیگر کارخانے

اِن کارخانوں کے علاوہ ہمارے ضلعے میں تمباکو صاف کرنے اور اسے سگریٹ میں استعمال کے قابل بنانے کے کارخانے ہیں ۔ رینالہ خورد میں سبزیوں کو بند ڈبوں میں محفُوظ کرنے ، عُمدہ قسم کی ٹافی تیار کرنے اور گندم سے دلیا بنانے کے بھی کارخانے ہیں ۔

پن بجلی گھر

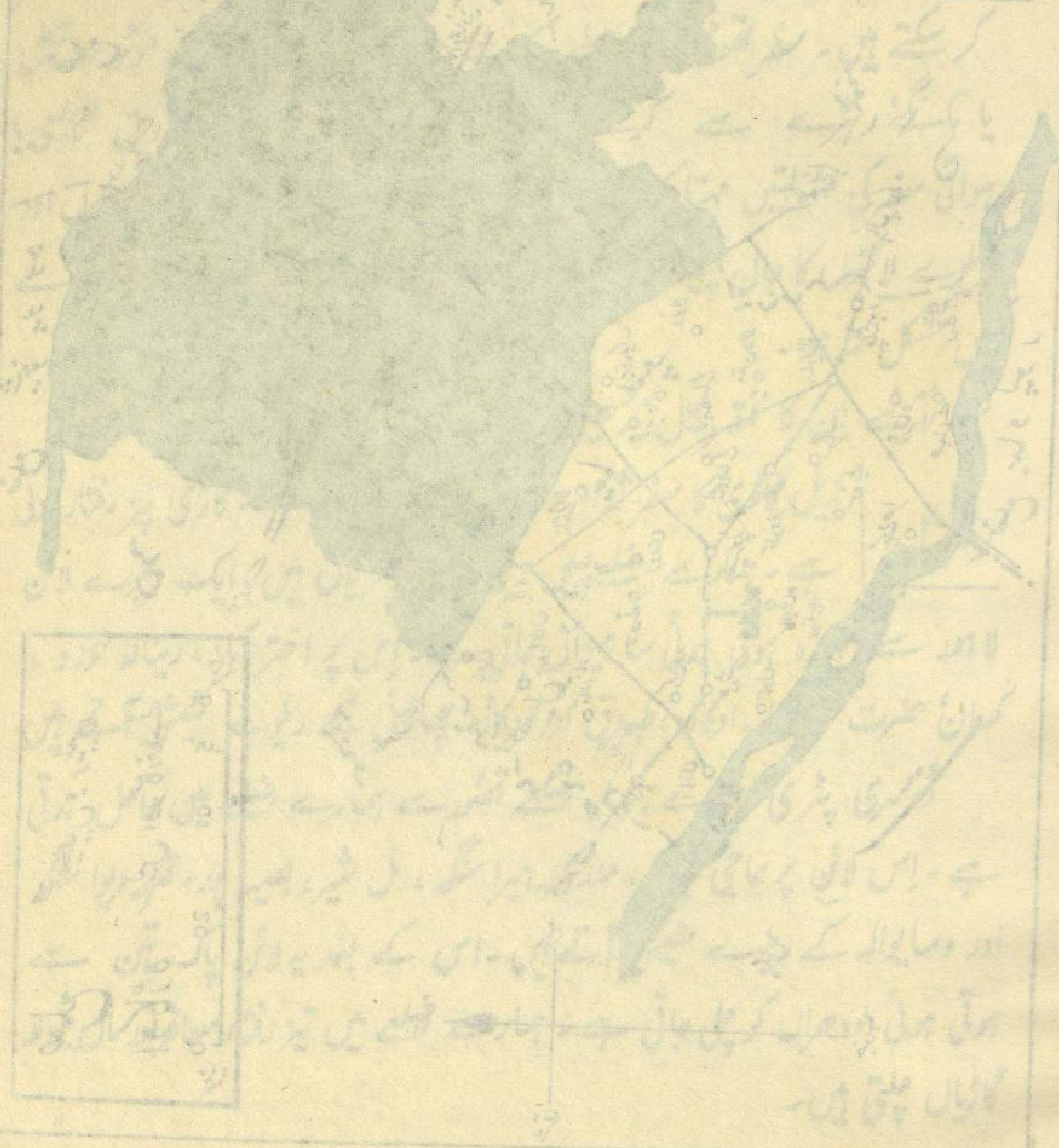
رینالہ خورد کا پن بجلی گھر بہُت اہم ہے ۔ اِس میں کارخانوں کو چلانے کے لیے بجلی پیدا ہوتی ہے ۔ اِس میں چھ مشینیں نصب ہیں ۔ یہ مشینیں نہر کے پانی سے چلتی ہیں اور بجلی پیدا کرتی ہیں جس سے ہمارے کارخانے چلتے ہیں اور ہماری ضرورت کی چیزیں تیار کرتے ہیں ۔

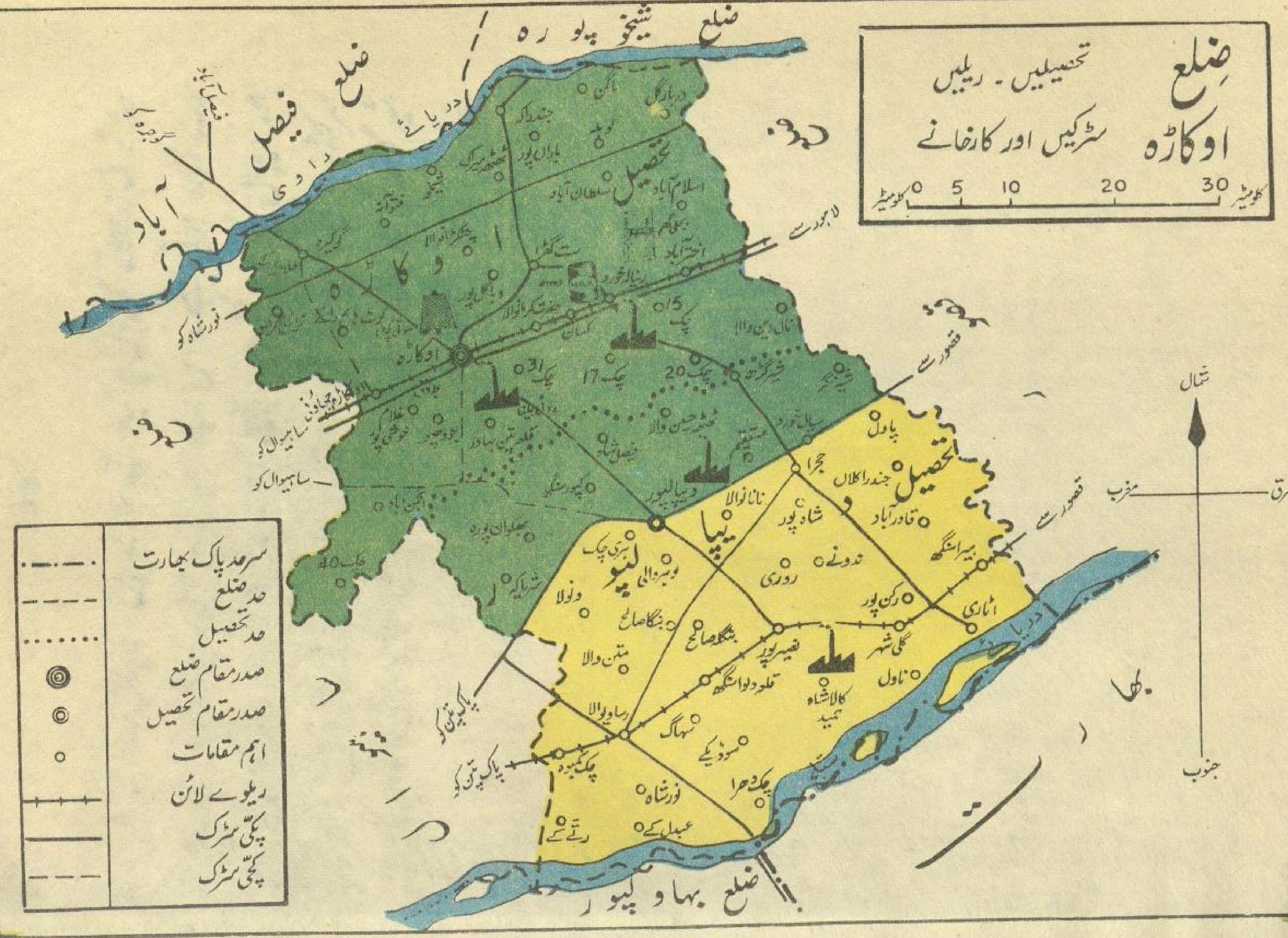
گھریلو دستکاریاں

کارخانوں کے علاوہ بے شمار کاریگر اپنے گھروں اور دکانوں میں مختلف قِسم کی اشیا تیار کرتے ہیں ۔ چھوٹے پیمانے پر یہ کام دستکاری کہلاتا ہے ۔ کُچھ کاریگر فارغ وقت میں یہ کام کرتے ہیں اور کُچھ ایسے بھی ہیں جو سارا دِن یہی کام کرتے ہیں ۔

ہمارے ضلعے میں چونکہ روئی بہُت پیدا ہوتی ہے، اِس لیے دیپال پور، اوکاڑہ ، حجرہ شاہ مقیم اور رینالہ خورد میں کھیس ، دھوتیاں ، چادریں ، دریاں ،

جائے نماز، مصلّے کھڈیوں پر تیار کیے جاتے ہیں ۔ دریاؤں کے کنارے سرکنڈا اور دب زیادہ ہوتی ہے ، اِس لیے بصیر پور ، حویلی ، رینالہ خورد ، بابا بالا، حُجرہ شاہ مقیم اور دیپال پور میں مُنج بان بٹنے کی صنعت قائم ہے ۔ سرکیاں ، کھجُوری مصلّے، سرکنڈے کی چکیں اور ناڑ سے چنگیریں تیار کی جاتی ہیں ۔ حویلی کے حقّے اور شیر گڑھ کی جوتیاں مشہُور ہیں ۔ رینالہ خورد میں قالین بافی کا مرکز ہے ۔




ضلع اوکاڑہ
تحصیلیں ۔ ریلیں
سڑکیں اور کارخانے
0 5 10 20 30
کلومیٹر
شمال
جنوب
مشرق
مغرب
سرحد پاک بھارت
حد ضلع
حد تحصیل
صدر مقام ضلع
صدر مقام تحصیل
اہم مقامات
ریلوے لائن
پکی سڑک
کچی سڑک
ضلع شیخوپورہ
ضلع فیصل آباد
ضلع بہاولپور
تحصیل اوکاڑہ
تحصیل دیپالپور
اوکاڑہ
دیپالپور
دریائے راوی
دریا
لاہور سے
قصور سے
ساہیوال کو
پاکپتن کو
نورشاہ کو
حجرہ
بصیرپور
حویلی لکھا
شاہ پور
رینالہ خورد
چک 40

ذرائع آمد و رفت

اگر ہم نے ایک جگہ سے دُوسری جگہ جانا ہو تو مختلف ذریعوں سے سفر کر سکتے ہیں۔ سفر تھوڑے فاصلے کے لیے ہو تو پیدل، سائیکل، موٹر سائیکل یا تانگے، رہڑے سے کرتے ہیں۔ لمبے سفر کے لیے بس، کار، ریل گاڑی یا ہوائی سفر کی سہولتیں مہیّا کرنے کی غرض سے حکومت نے کچّی و پکّی سڑکوں اور ریلوے لائنوں کا جال پھیلا رکھا ہے تاکہ ہمیں ایک جگہ سے دُوسری جگہ جانے میں مُشکل نہ ہو۔

آئیے اِن کا مختصر حال پڑھیں۔

ریلیں

ریل گاڑی کا سفر آرام دہ اور پُر لطف ہوتا ہے۔ گاڑی تیز رفتار ہوتی ہے۔ ہمارے ضلعے میں ریل کی دو پٹریاں ہیں۔ ایک ریلوے لائن لاہور سے اوکاڑہ ہوتی ہُوئی ساہیوال جاتی ہے۔ اِس پر اختر آباد، رینالہ خورد، کسان، حضرت کرمانوالہ، اوکاڑہ، طبروق اور اوکاڑہ چھاؤنی کے ریلوے سٹیشن آتے ہیں۔

دُوسری پٹری ہمارے ہمسایہ ضلعے قصُور سے ہمارے ضلعے میں داخل ہوتی ہے۔ اِس لائن پر حاجی چاند، منڈی ہیرا سنگھ، مل شیر، بصیر پور، قلعہ دیوا سنگھ اور وسایوالہ کے ریلوے سٹیشن آتے ہیں۔ اس کے بعد یہ لائن پاک پتن سے ہوتی ہوئی لودھراں کو چلی جاتی ہے۔ ہمارے ضلعے میں تیز رفتار مسافر اور مال بردار گاڑیاں چلتی ہیں۔

پکّی سڑکیں

ضلعے کے اہم قصبوں اور گاؤں کو پکّی سڑکوں سے ملا دیا گیا ہے۔ پکّی سڑک اینٹ، پتّھر اور تار کول سے بنائی جاتی ہے۔ اِس کی سطح صاف اور ہموار ہوتی ہے۔ گاڑیوں کی رفتار تیز ہونے کے باوجود جھٹکے نہیں لگتے۔

ہمارے ضلعے کی سب سے بڑی سڑک لاہور ملتان روڈ ہے۔ یہ سڑک وان رادھا رام کی جانب سے جوڑی پلان کے پاس سے ہمارے ضلعے میں داخل ہوتی ہے۔ اوکاڑہ شہر تک اختر آباد، رینالہ خورد، کسان اور حضرت کرمانوالہ اہم قصبے ہیں۔ اوکاڑہ سے آگے طبروق اور اوکاڑہ چھاؤنی سے گزر کر یہ سڑک ساہیوال اور ملتان چلی جاتی ہے۔

دُوسری سڑک اوکاڑہ سے گوگیرہ اور وہاں سے فیصل آباد کو جاتی ہے۔ اوکاڑہ سے ست گرا اور جند راکہ کو بھی ایک سڑک جاتی ہے۔ رینالہ خورد سے سڑک مُڑ کر بابا بالا اور چوچک کو جاتی ہے جب کہ رینالہ خورد ہی سے ایک اور سڑک شیر گڑھ، حجرہ اور منڈی ہیرا سنگھ کو جاتی ہے۔ ایک اور اہم سڑک اوکاڑہ سے دیپال پور حویلی کو جاتی ہے۔ ہمارے ہمسایہ ضلع قصُور سے ایک سڑک حُجرہ شاہ مقیم اور دیپال پور کو ملاتی ہے۔ یہ سڑک قصُور دیپال پور روڈ کہلاتی ہے۔ ہمارے ضلعے میں بلوکی۔ سلیمانکی رابطہ نہروں کو عبور کر کے راجوال آتی ہے۔

کچّی سڑکیں

اِن سڑکوں کے علاوہ ضلع میں کچھ ایسی سڑکیں بھی ہیں جو مختلف دیہات کو آپس میں ملاتی ہیں۔ اِن میں زیادہ تر تعداد کچّی سڑکوں کی ہے۔ کچّی سڑک پر عام طور پر اونٹ، گڈے، تانگے وغیرہ چلتے

ہیں۔کچھ کچّی سڑکوں پر بسیں بھی چلتی ہیں۔

ضِلع کی تجارتی منڈیوں اور کاروباری مراکز کو ریل اور پکّی سڑکوں کے ذریعے ملا دیا گیا ہے۔یہ ذرائع آمد و رفت زرعی پیداوار کو منڈیوں میں لانے کے لِیے سہُولت کا باعث ہیں۔

ہوائی سفر موجودہ زمانہ میں اگر سفر جلدی کرنا ہو تو ہوائی جہاز کے ذریعے سفر کرنا چاہیے۔جہاز ہر جگہ نہیں اُتر سکتا۔اِس کے اُترنے کے لِیے ایک خاص سڑک بنائی جاتی ہے جسے رَن وے کہتے ہیں۔ ہمارے ضِلعے میں کوئی اڈہ نہیں۔ ہمارے ضِلع کے جن لوگوں نے ہوائی جہاز سے سفر کرنا ہو وُہ نزدیک ترین شہر لاہور چلے جاتے ہیں۔ وہاں سے ہوائی جہاز میں سوار ہوتے ہیں اور اپنی منزل کو چلے جاتے ہیں۔

نقشہ نقشہ میں پکّی سڑک موٹی لکیر سے ــــــ اِس طرح دکھائی گئی ہے۔ کچّی سڑک ٹوٹی لکیر سے ------ اِس طرح دکھائی گئی ہے۔ریلوے لائن کانٹے دار لکیر سے +++ اِس طرح دکھائی گئی ہے۔شہروں اور قصبوں کی جگہ دائرے ○ بنے ہیں۔ ان سب نشانات کو علامات کہتے ہیں۔

خبریں پہنچانے کے وسائل

ہمارے بہن، بھائی، ماں باپ یا دُوسرے رشتہ دار ملازمت اور کاروبار کے سلسلے میں ہم سے دُور کئی دُوسرے علاقوں میں رہتے ہیں۔ ان کی خیریت معلوم کرنے اور اپنی خیریت سے انھیں آگاہ کرنے کی ہمیں ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ اِس سلسلے میں ہماری سہولت کے لیے حکومت نے کئی اِنتظام کر رکھے ہیں۔ آئیے دیکھیں کہ وہ کون کون سے ہیں۔

ڈاک

ہم خط یا لفافے کے ذریعے اپنی بات ایک جگہ سے دُوسری جگہ پہنچا سکتے ہیں۔ یہ کام ڈاک کا محکمہ کرتا ہے۔ ڈاک کا کام چلانے کے لیے حکومت نے جگہ جگہ ڈاک خانے کھول رکھے ہیں۔ ہم خط لکھ کر لفافے میں رکھ دیتے ہیں اور لفافے پر پتا لکھ کر اسے سُرخ رنگ کے ایک ڈبّے میں ڈال دیتے ہیں جو حکومت نے اس مقصد کے لیے جگہ جگہ لگائے ہُوئے ہیں۔ اِسے لیٹر بکس کہتے ہیں۔ ہر روز ڈاک خانے کا آدمی اسے کھول کر خط نکال لیتا ہے۔ پھر اِن لفافوں



یا خطوں کو ریلوے سٹیشن پہنچا دیا جاتا ہے۔ وہاں سے انھیں ریل گاڑی کے ذریعے اس شہر بھیج دیا جاتا ہے، جہاں لکھنے والا بھیجنا چاہتا ہے۔ ریل گاڑی میں لال رنگ کا ڈبّا، ڈاک کا ہوتا ہے۔ اس ڈبّے میں موجود ڈاک خانے کے آدمی ہر سٹیشن پر وہاں کی ڈاک دے دیتے ہیں اور وہاں سے دُوسری جگہوں کی ڈاک لے لیتے ہیں۔

جہاں گاڑی نہیں جاتی، وہاں ڈاک بسوں سے بھیجی جاتی ہے۔ جہاں بس بھی نہیں جاتی، وہاں آدمی ڈاک لے کر جاتا ہے جسے ہرکارہ کہتے ہیں۔

ڈاکیا گھر گھر جاتا ہے اور ڈاک تقسیم کرتا ہے۔ خطوں کے علاوہ ڈاک خانے سے روپے بھی ایک جگہ سے دُوسری جگہ بھیجے جا سکتے ہیں۔ اسے منی آرڈر کہتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی پیکٹوں میں بند کر کے ڈاک سے بھیجی جا سکتی ہیں، ان پیکٹوں کو پارسل کہتے ہیں۔

تار

اگر کوئی پیغام جلدی بھیجنا ہو تو تار کے ذریعے بھی بھیجا جا سکتا ہے۔ تار گھر بھی ڈاک خانے کی طرح کا دفتر ہوتا ہے۔ تار گھر میں تار فارم پڑے ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک فارم پر اس شخص کا پتا جس کو تار بھیجنا ہے اور اپنا نام اور پیغام لکھ کر اگر دفتر کے بابو کو دے دیں تو وہ تار کے لفظ گن کر پیسے لے لے گا اور بعد میں ایک مشین کے ذریعے پیغام اس جگہ پہنچا دے گا، جہاں ہم چاہتے ہیں۔

ٹیلی فون

ٹیلی فون ایک ایسا آلہ ہے جس کی مدد سے ایک جگہ کا آدمی دُوسری جگہ کے آدمی سے بات چیت کر سکتا ہے۔ ٹیلی فون کا ایک حصّہ کان کے ساتھ لگاتے ہیں جس میں دُوسری طرف سے بولنے والے

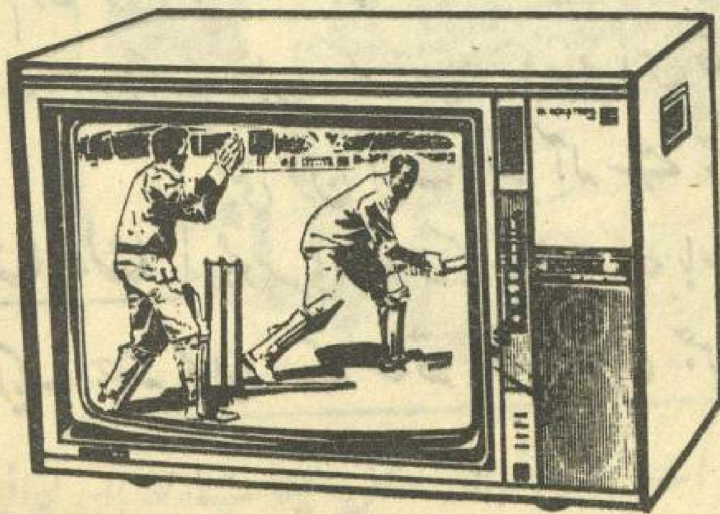


کی آواز سُنائی دیتی ہے۔ دُوسرا حِصّہ مُنہ کے قریب رکھتے ہیں جہاں سے ہماری آواز دُوسرے تک جاتی ہے۔

ریڈیو

ریڈیو ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعے ہم مُلکی و غیر مُلکی خبریں اور دیگر پروگرام سُن سکتے ہیں۔ جس جگہ سے یہ پروگرام نشر کیے جاتے ہیں، اسے "ریڈیو سٹیشن" کہتے ہیں۔ وہاں ایک کمرہ ہے۔ اِس کمرے میں جو کچھ بولا جائے بجلی کے ذریعے ہوا میں پھیل جاتا ہے، اسے "لہر" کہتے ہیں۔ جب ہم اپنا "ریڈیو" کھولتے ہیں، تو یہ "لہریں" ہمارے "ریڈیو" میں داخل ہو جاتی ہیں اور وہی آواز سنائی دینے لگتی ہے جو "ریڈیو سٹیشن" سے بولی جاتی ہے۔

ٹیلی ویژن



ریڈیو پر تو صرف آواز ہی سنائی دیتی ہے مگر ٹیلی ویژن ایک ایسا آلہ ہے جس میں بولنے والے کی تصویر

بھی دکھائی دیتی ہے۔ ٹیلی ویژن ایک بڑے ریڈیو کی طرح ہوتا ہے۔ اِس کے سامنے والے حِصّے پر شیشہ لگا ہوتا ہے، جسے "سکرین" کہتے ہیں۔ اِس سکرین پر تصویر آتی ہے۔ ریڈیو کی طرح ٹیلی ویژن کا بھی سٹیشن ہوتا ہے۔ اِس سٹیشن سے تصویر اور آواز، دونوں "لہروں" کے ذریعے "ٹیلی ویژن" تک آتی ہیں۔

جب ہم اپنا ٹیلی ویژن کھولتے ہیں تو آواز سنتے ہیں اور تصویر بھی دیکھتے ہیں۔

ضِلعے کا اِنتظام

حکومت نے عوام کی سہولت اور بہتری کے لیے ہر ضلعے میں مختلف معاملات کی نگرانی کے لیے کئی محکمے قائم کیے ہوئے ہیں۔ یہ محکمے عوام کی بہتری کے لیے کام کرتے ہیں۔ ہر محکمے کا ایک سربراہ ہوتا ہے جو اپنے محکمے کے کام کی نگرانی کرتا ہے۔

ہمارے ضلعے کا صدر مقام اوکاڑہ ہے۔ اِس میں ہر ضلعی محکمے کا بڑا دفتر ہے۔ وہاں ضلعے کی کچہریاں بھی ہیں۔

ڈپٹی کمشنر

اوکاڑہ کی ضلع کچہری میں اگر جائیں تو ایک دفتر پر پاکستان کا جھنڈا لہراتا نظر آتا ہے۔ یہ ڈپٹی کمشنر کا دفتر ہے۔ ڈپٹی کمشنر ضلعے کا اِنتظام چلاتا ہے اور ہر طرح کا امن و امان قائم رکھتا ہے۔ عام طور پر اسے "ڈی۔سی" کہتے ہیں۔

پولیس

ضلعے میں امن و امان قائم کرنے کے لیے پولیس کا محکمہ ڈی۔سی کی مدد کرتا ہے۔ پولیس لوگوں کے جان و مال کی حفاظت کرتی ہے۔ ضلعے کی پولیس کے سب سے بڑے آفیسر کو "سپرنٹنڈنٹ پولیس" کہتے ہیں۔ عام طور پر اسے ایس۔پی بھی کہا جاتا ہے۔

ہر ضلعے میں بہت سے تھانے ہوتے ہیں۔ ہر تھانے کا ایک حلقہ ہوتا ہے۔ تھانے کے اہل کار اپنے حلقے کے اندر رہنے والے لوگوں کے جان و مال کی حفاظت

کے ذمّے دار ہوتے ہیں۔ جب کبھی کوئی شخص کوئی شکایت لے کر تھانے جاتا ہے تو اس کی شکایت کو ایک رجسٹر میں لکھ لیا جاتا ہے ۔ اِسے رپٹ درج کرنا کہتے ہیں ۔ بعد میں اِس پر مناسب اور ضروری کارروائی کی جاتی ہے ۔

عدالت جب کوئی شخص کسی دُوسرے شخص کو مالی یا جسمانی نقصان پہنچاتا ہے تو اس کو پولیس والے پکڑ کر میجسٹریٹ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ایسے شخص کو ملزم کہا جاتا ہے ۔ میجسٹریٹ پولیس والوں کی بات سُنتا ہے، ملزم کی بات بھی سنتا ہے اور پھر فیصلہ کرتا ہے کہ آیا اس شخص کو سزا دی جائے یا نہیں ۔ میجسٹریٹ کے دفتر کو عدالت کہتے ہیں۔

ضلعے کی بڑی عدالت کو "سیشن جج" کی عدالت کہتے ہیں ۔ اِس عدالت میں ڈاکہ، قتل، چوری، مارپیٹ وغیرہ کے مقدمے پیش کیے جاتے ہیں ۔ ان مقدموں کو "فوجداری مقدمے" کہتے ہیں ۔

کبھی کبھی زمین یا جائیداد کا جھگڑا بھی ہو جاتا ہے ۔ مثلاً ایک آدمی کہتا ہے کہ یہ مکان میرا ہے ، دُوسرا کہتا ہے کہ میرا ہے ۔ اِس قسم کے مقدموں کو "دیوانی مقدمے" کہتے ہیں ۔ ایسے مقدموں کا فیصلہ سول جج کرتے ہیں ۔

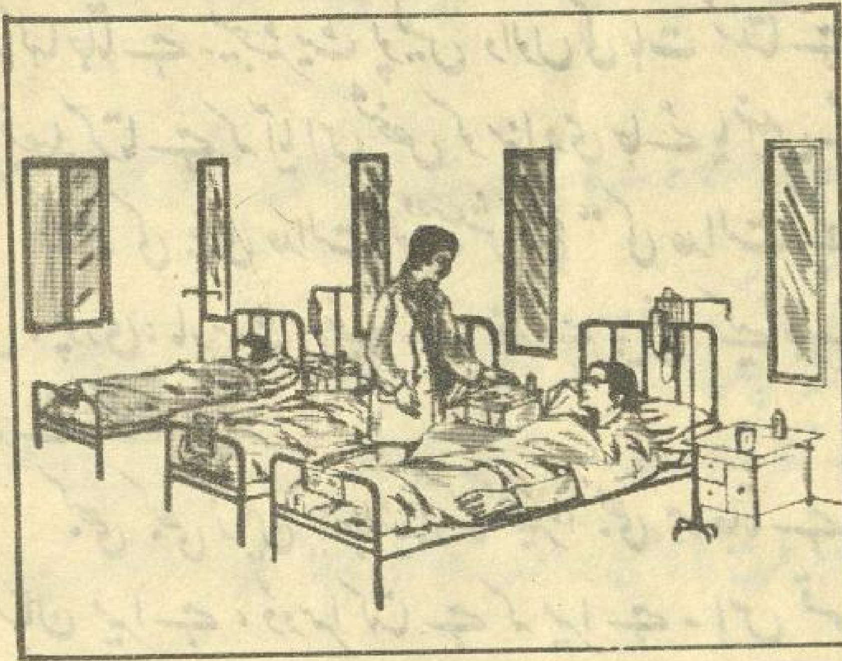
عدالتوں میں کچھ لوگ کالا کوٹ پہنے گھُومتے نظر آتے ہیں یہ وکیل ہیں۔ یہ قانُون کی خاص تعلیم حاصل کر چکے ہیں اور اب فیصلہ کرنے میں عدالت کی مدد کرتے ہیں ۔

محکمہ تعلیم سکُولوں کے اِنتظام کے لیے ہمارے ضلعے میں ایک ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر مقرر ہے ۔ اس کو ڈی ۔ ای ۔ او بھی کہتے ہیں ۔ یہ ضلعے کے پرائمری اور ہائی سکُولوں کے مسائل اور انتظامات کا ذمہ دار ہوتا ہے ۔ ڈی ۔ ای ۔ او کی مدد کے لیے اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر اپنے حلقے کے پرائمری سکولوں کے کام کی نگرانی

کرتا ہے ۔ لڑکوں کے سکُولوں کے معائنے کے لیے مرد اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر اور لڑکیوں کے سکُولوں کے معائنے کے لیے خواتین مقرر ہیں ۔

محکمۂ صحت

لوگوں کے علاج کے لیے حکومت نے محکمہ صحت قائم کیا ہے ۔ یہ محکمہ ہر ضلعے میں کئی ہسپتال کھولتا ہے ۔ ہر ہسپتال میں ڈاکٹر ہوتے ہیں جو مریض کا معائنہ کرتے ہیں اور دوائی دیتے ہیں ۔ اگر مریض زیادہ بیمار ہو تو اسے ہسپتال میں داخل کر لیتے ہیں اور جب تک وہ تندرست نہ ہو جائے ، وہیں زیرِ علاج رہتا ہے ۔



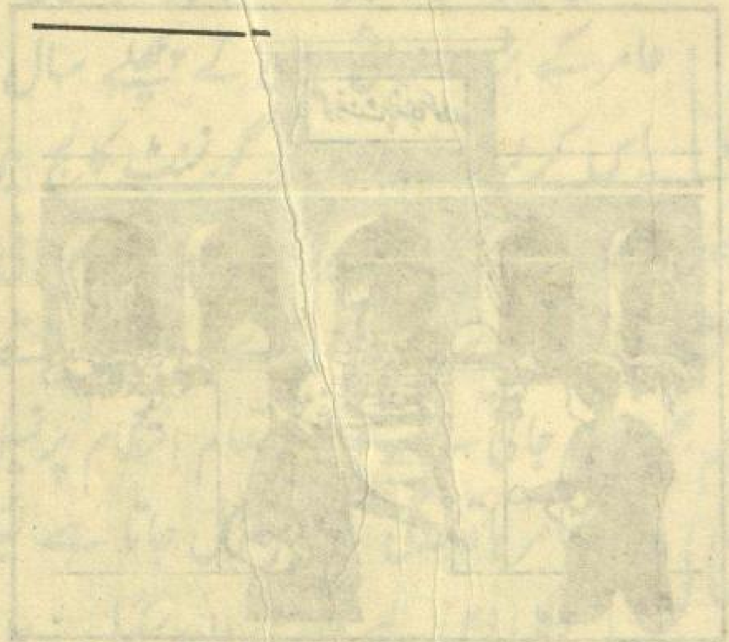
محکمہ صحت بیماریوں کی روک تھام کا اِنتظام کرتا ہے ۔ اِس کے لیے صفائی کرواتا ہے ، دوائیں چھڑکواتا ہے اور لوگوں کو بیماری سے بچانے کے لیے ٹیکے لگاتا ہے ۔ ان سب کاموں کا اِنتظام ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کرواتا ہے ۔

ضلع کونسل

ضلعے کے دیہاتی علاقوں میں بسنے والے لوگوں کی خدمت کے لیے ایک ضِلع کونسل ہے ۔ ضِلع کونسل کا دفتر ضِلع کے صدر مقام میں ہوتا ہے ۔ ہمارے ضلعے کی ضِلع کونسل کا دفتر اوکاڑہ شہر میں ہے ۔ ضِلع کونسل صحت اور صفائی کا اِنتظام کرتی ہے ۔ گاؤں کی چھوٹی چھوٹی سڑکیں بھی بنواتی ہے ۔

میونسپل کمیٹی شہروں اور قصبوں میں رہنے والے لوگوں کی خدمت کے لیے میونسپل یا ٹاؤن کمیٹی ہوتی ہے۔ یہ بھی اپنے علاقے میں صحت اور صفائی کا انتظام کرتی ہے۔

ضلعے کا انتظام اچھی طرح چلانے کے لیے، اسے چھوٹے چھوٹے حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ضلع اوکاڑہ کو دو تحصیلوں یا سب ڈویژنوں میں تقسیم کیا گیا ہے، اوکاڑہ اور دیپال پور۔



رفاہی ادارے

حکومت نے لوگوں کو سہولتیں پہنچانے کے لیے کئی ادارے کھول رکھے ہیں۔ آئیے اِن میں سے کچھ کا حال پڑھیں۔

سکول

عامر تیسری جماعت میں پڑھتا ہے۔ اس کے سکول کا نام گورنمنٹ پرائمری سکول ہے۔ وہاں بچّے پانچویں جماعت تک پڑھتے ہیں۔



پانچویں جماعت پاس کر لینے کے بعد بچّے ہائی سکول میں داخل ہو جاتے ہیں۔ عامر کے ابّا جان کہتے تھے کہ جب عامر پانچویں جماعت پاس کرے گا تو اسے ہائی سکول میں داخل کرا دیں گے۔ عامر کی خالہ ایک قصبے میں رہتی ہیں۔ وہاں ہائی سکول نہیں، مڈل سکول ہے۔ مڈل سکول میں بچّے آٹھویں جماعت تک پڑھتے ہیں، جب عامر کے خالہ زاد بھائی احسن نے گورنمنٹ ہائی سکول اوکاڑہ میں داخلہ لے لیا تو وہ عامر کے گھر رہنے لگا۔ یہ اس کی خالہ کا گھر ہے۔

احسن کا سکول بہت خوب صورت ہے۔ اِس میں بہت سے کمرے اور بہت

سے اُستاد ہیں۔ کھیل کا ایک میدان بھی ہے۔ احسن کبھی کبھی عامر کو بھی اپنے ساتھ سکُول لے جاتا ہے، کبھی ڈراما دکھانے کے لِیے اور کبھی میچ دکھانے کے لِیے۔

ساجد، عامر کا ہم جماعت ہے اور اس کا دوست بھی۔ ساجد کی باجی گورنمنٹ گرلز ہائی سکُول میں پڑھتی ہے۔ اِس سکُول میں چھٹی سے دسویں جماعت تک صرف لڑکیاں پڑھتی ہیں۔ ساجد کی چھوٹی بہن ثمینہ جب پانچ سال کی ہو گئی تو ساجد اور اس کے ابّا اسے قریبی گورنمنٹ گرلز پرائمری سکُول میں داخل کروا آئے۔ وہاں ثمینہ جیسی چھوٹی لڑکیاں پانچویں جماعت تک پڑھتی ہیں۔ ثمینہ شوق سے سکُول جاتی ہے۔ ضِلع میں قریبًا ہر محلے اور ہر قصبے میں لڑکوں اور لڑکیوں کے سکُول ہیں۔

کالج

عامر کے بڑے بھائی جان نے پچھلے سال دسویں کا امتحان اوّل درجے میں پاس کر لیا تھا۔ اب وہ گورنمنٹ کالج میں پڑھتے ہیں۔ عامر ایک دِن ان کے ساتھ ان کے کالج بھی گیا تھا۔ کالج تو ہائی سکُول سے بھی بڑا ہوتا ہے۔ وہاں لڑکے ایف اے اور بی۔ اے کی تعلِیم پاتے ہیں۔ بعض کالجوں میں ایم۔اے کی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ کالج کا تمام اِنتظام پرنسپل صاحب کرتے ہیں۔

ہسپتال

عامر باقاعدگی سے سکُول جاتا ہے لیکن پچھلے مہینے اس کو بخار آنے لگا، اِس لیے وہ کئی دن سکُول نہ جا سکا اور اسے چُھٹّی لینا پڑی۔ عامر کے ابّا جان علاج کی غرض سے اسے ہسپتال لے گئے۔ وہاں بہُت سے مریض اور ڈاکٹر تھے۔ ایک ڈاکٹر صاحب نے عامر کو بھی ایک آلہ لگا کر اچھی طرح دیکھا اور پرچی پر دوا لکھ دی۔ ساتھ والے کمرے میں دوائیں تھیں۔ عامر کے ابّا جان نے پرچی وہاں جا کر دکھائی اور وہاں سے عامر کے لیے کچھ گولیاں اور پینے کی دوا

مل گئی ۔ عامر حیران تھا کہ کسی نے بھی ان سے دوا کے پیسے نہیں مانگے ۔
عامر کے ابّا جان نے بتایا کہ حکومت کی طرف سے کھولے گئے ہسپتالوں میں بیماروں کا علاج مفت ہوتا ہے ۔ ان میں ماہر ڈاکٹر ہوتے ہیں اور ایکسرے لینے اور آپریشن کرنے کا انتظام بھی ہوتا ہے ۔ عامر کے ابّا جان نے یہ بھی بتایا کہ ضِلع میں کئی اور بھی ہسپتال ہیں، جن میں مختلف بیماریوں کا علاج کیا جاتا ہے ۔ اِس کے علاوہ کئی ایک ڈسپنسریاں بھی قائم ہیں ۔ اِن ڈسپنسریوں میں معمولی بیماریوں کا علاج تو ہو جاتا ہے لیکن جو لوگ زیادہ بیمار ہو جائیں، اُنھیں شہر کے بڑے ہسپتال میں لے جانا پڑتا ہے ۔

حیوانات کے ہسپتال

ایک دِن ساجد کی مُرغی بیمار ہو گئی ۔ اس نے نہ تو انڈا دیا، نہ دانہ کھایا اور سُست سی بیٹھی تھی ۔



عامر نے ساجد سے کہا آؤ تمھاری مرغی کو ہسپتال لے چلیں اور اُنھیں ڈاکٹر صاحب سے دوا لے آئیں جنھوں نے مجھے دوا دی تھی ۔ عامر کے ابا جان نے سُنا تو وہ ہنس پڑے ۔ عامر کے ابّا جان نے بچوں کو بتایا کہ جانوروں اور مویشیوں کے علاج کے لیے حکومت نے الگ ہسپتال بنائے ہیں، جنھیں حیوانات کے

ہسپتال کہتے ہیں۔ پھر عامر کے ابّا جان ، عامر، ساجد اور اس کی مرغی کو اپنے ساتھ حیوانات کے ہسپتال لے گئے۔ وہاں ڈاکٹر صاحب صرف جانوروں اور مویشیوں کا علاج کر رہے تھے۔ لوگ اپنی گائیں ، بھینسیں ، گھوڑے ، مُرغیاں وغیرہ لے کر آئے ہُوئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے ساجد کی مرغی کا معائنہ کر کے اسے ٹیکا لگایا اور کچُھ دوا اسے کھلانے کے لیے دے دی۔ عامر کی مرغی دو تین روز ہی میں ٹھیک ہو گئی۔

کوآپریٹو بینک

عام بینکوں کے بارے میں تو ہم پڑھ چُکے ہیں۔ اِن کے علاوہ چند بینک ایسے بھی ہیں جنھیں لوگ مِل جُل کر چلاتے ہیں۔ ایسے بینکوں کو کوآپریٹو بینک کہتے ہیں۔ یہ بینک ضرورت مند کسانوں کو بیج خریدنے، مکان بنانے اور مِل جُل کر ٹریکٹر خریدنے کے لیے آسان شرطوں پر قرضے دیتے ہیں۔ یہ بینک گھریلو دستکاریاں لگانے والوں کو بھی قرضہ دیتے ہیں۔

حضرت آدم عَلَیہِ السَّلام

اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان انسان کی خاطر بنائے۔ حضرت آدمؑ کو پیدا کیا۔ آپؑ کو علم سکھایا اور آپؑ کو اِتنی عِزت دی کہ فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ ابلیس نے نے ایسا نہ کیا اور ہمیشہ کے لیے شیطان کہلایا۔

حضرت آدمؑ کی خاطر اللہ تعالیٰ نے حضرت حوّا کو پیدا کیا۔ وہ بھی حضرت آدمؑ کے ساتھ جنّت میں رہنے لگیں۔ کچھ عرصے کے بعد اللہ تعالیٰ نے انھیں زمین پر بھیج دیا۔ فرمایا کہ تمھارے لیے وہاں رہنے کی جگہ ہے اور زندگی کا سامان ہے۔ شیطان کا خیال رکھنا، وہ تمھارا دشمن ہے۔

حضرت آدمؑ اور اماں حوّا زمین پر آئے اور اُنھوں نے اللہ تعالیٰ کے سکھائے ہُوئے علم کے مطابق زمین کو آباد کیا۔

حضرت آدمؑ نے لمبی عُمر پائی اور آپؑ کی بہُت اولاد ہُوئی۔ آپؑ نے اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے، اسے ایک ماننے اور نیک کام کرنے کا حُکم دیا۔ آپؑ دُنیا میں اللہ کے پہلے نبی ہیں۔

حضرت اِبراہیم عَلَیہِ السَّلام

حضرت ابراہیمؑ آج سے کوئی چار ہزار سال پہلے مُلکِ عراق میں پیدا ہُوئے۔ وہاں کے لوگ بتوں کی پُوجا کرتے تھے۔

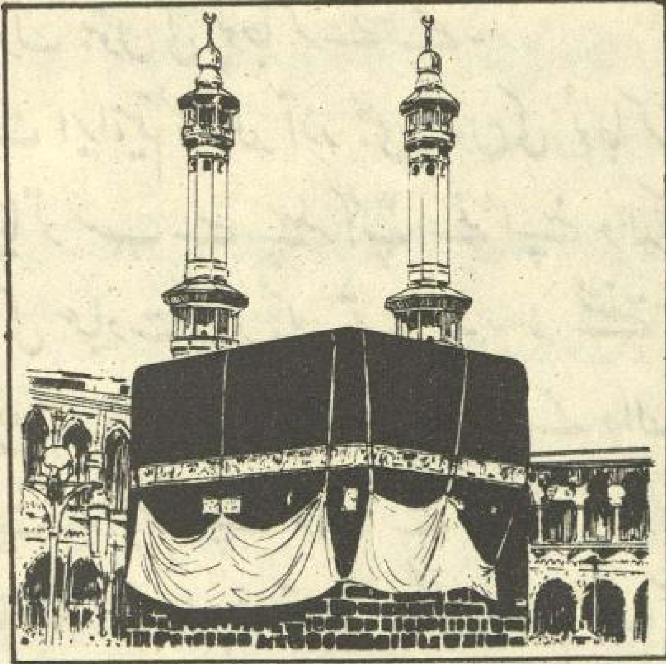
حضرت ابراہیمؑ کا والد آزر بھی بتوں کی پُوجا کرتا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو نبی بنایا تو سب سے پہلے آپؑ نے اپنے والد کو سمجھایا اور کہا۔ "ابّا جان! آپ اِن بتوں کی عبادت کیوں کرتے ہیں۔ یہ نہ سُنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں اور نہ آپ کو کوئی نفع ہی پہنچا سکتے ہیں" مگر آپؑ کے والد نے آپؑ کی بات نہ مانی۔

حضرت ابراہیمؑ اپنے ملک کے بادشاہ نمرود کے پاس بھی گئے، جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ نمرُود اپنے آپ کو لوگوں سے سجدہ کرواتا تھا۔ آپؑ نے کہا کہ تو خدا نہیں۔ خُدا وہ ہے جو سُورج کو مشرق سے نکالتا ہے۔ اگر تو خُدا ہے تو سُورج کو مغرب سے نکال دے۔ بادشاہ کوئی جواب نہ دے سکا۔

آپؑ نے اپنی قوم کو بھی سمجھایا کہ خُدا ایک ہے، صرف اسی کی عبادت کرو۔ سُورج، چاند، ستارے خُدا نہیں اور یہ بُت جن کی تم پُوجا کرتے ہو، کسی کام کے نہیں۔ قوم نے بھی آپؑ کی بات نہ مانی۔

ایک دن آپؑ بُت خانے میں گئے اور وہاں پڑے ہُوئے تمام بُتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ صرف بڑا بُت رہنے دیا اور ایک کلہاڑا اس بُت کے سامنے رکھ دیا۔ جب لوگ واپس آئے تو اُنھوں نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا۔ "اے ابراہیمؑ!

تُم نے ہمارے بُتوں کو توڑا ہے"؟ آپؑ نے جواب دیا، "اِس بڑے بُت سے پُوچھیں، اگر یہ بولتا ہے"۔ اِس طرح حضرت اِبراہیمؑ نے کافروں کو سمجھانے کی کوشش کی کہ اگر بُت اپنی حفاظت نہیں کر سکتے تو تمھاری مدد کیا کریں گے۔ یہ سُن کر لوگ غصّے میں آ گئے اور اُنھوں نے حضرت اِبراہیمؑ سے بدلہ لینے کا فیصلہ کیا۔



کافروں نے آپؑ کو آگ میں پھینک دیا مگر اللہ کے حُکم سے آگ ٹھنڈی ہو گئی اور آپؑ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

حضرت ابراہیمؑ اللہ کے حُکم پر اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور ان کی والدہ کو مکّہ چھوڑ آئے۔ جب حضرت اسماعیلؑ بڑے ہُوئے تو حضرت ابراہیمؑ کو خُدا کی طرف سے حُکم مِلا کہ اپنے بیٹے کو اس کی راہ میں قربان کردیں۔ آپؑ فوراً اللہ کا حُکم ماننے پر تیار ہو گئے اور بیٹے سے کہا کہ مُجھے ایسا حُکم ملا ہے، تم کیا کہتے ہو۔ بیٹے نے جواب دیا کہ ابّا جان! جو حُکم ملا ہے، آپؑ اس پر عمل کریں۔ آپؑ مُجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

حضرت اِبراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو لٹا دیا اور چُھری چلانا شروع کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کی معرفت پیغام پہنچایا کہ اے ابراہیمؑ! تم آزمائش میں پُورے

اُترے ہو اور حُکم ماننے کا حق ادا کر دیا ہے ۔ اِس فرشتے کا نام حضرت جبرائیل ہے ۔ اللہ تعالیٰ کو آپؑ کی قربانی پسند آئی ۔ اس نے حضرت اسماعیلؑ کو بچا لیا اور جانور کی قربانی دینے کا حُکم دیا ۔ مُسلمان آپؑ کی اِس سُنّت پر عمل کرتے ہُوئے ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر اپنی حیثیت کے مطابق قربانی کرتے ہیں ۔

آپؑ اللہ کے خلیل کہلائے ہیں ۔ خلیل پیارے دوست کو کہتے ہیں ۔ جب آپؑ نے اللہ کی ہر بات مانی اور توحید کو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی آپؑ کو بڑی عزّت دی اور آپؑ کو اپنا دوست بنا لیا ۔

حضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ وہ اپنے فضل سے انھیں اور ان کی اولاد کو اسلام پر قائم رکھّے اور اِن میں ایک بہُت بلند مقام والا نبی پیدا کرے ۔ خُدا نے آپؑ کی یہ دُعا قبُول فرمائی اور اسی کے نتیجے میں ہمارے پیارے رسُول صَلّی اللہ عَلیہِ وَآلِہٖ وَسَلّم آپؑ کی نسل میں پیدا ہُوئے ۔

حضرت ابراہیمؑ ہی نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ مل کر مکّہ میں اللہ کا گھر بنایا ، جسے کعبہ کہتے ہیں ۔ دُنیا کے تمام مُسلمان اِسی کعبہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں اور وہیں حج کرنے جاتے ہیں ۔

حضرت عیسٰیؑ عَلَیہِ السَّلام

حضرت عیسٰیؑ فلسطین میں پیدا ہُوئے۔ آپؑ کی والدہ حضرت مریم بڑی نیک خاتُون تھیں۔ آپؑ کو بنی اسرائیل کی طرف رسُول بنا کر بھیجا گیا۔ بنی اسرائیل نے مذہب میں کئی بُری باتیں شامل کر رکھی تھیں۔ وہ دُوسروں کا مال کھاتے اور ظلم کرتے تھے۔ دُنیا کے نفع کی خاطر ہر کام کرتے مگر خُدا کو خُوش کرنے کا انھیں خیال تک نہ تھا۔ آپؑ نے انھیں اللہ کا حُکم سُنایا۔ شروع میں چند لوگ ایمان لائے اور اکثر نے مخالفت کی۔

حضرت عیسٰیؑ ہمیشہ کہا کرتے کہ خُدا کو ایک مانو اور سچّے دِل سے اس کی عبادت کرو، کسی پر ظلم نہ کرو، اگر کوئی زیادتی کرے تو اسے معاف کر دو۔ ہر ایک سے محبت کرو اور کسی کو دُکھ نہ پہنچاؤ۔

حضرت عیسٰیؑ اللہ تعالیٰ کے حُکم سے بیماروں کو تندرست کر دیتے، اندھوں کی آنکھیں ٹھیک کر دیتے اور مُردوں کو زندہ کر دیتے۔ جِدھر جاتے، غریب اور بیمار آپؑ کے گرد جمع ہو جاتے۔ آپؑ سب سے پیار کرتے اور کسی سے نفرت نہ کرتے۔ بلکہ ان کے دُکھ دُور کرتے۔ اِس وجہ سے لوگ آپؑ کی بہُت عِزت کرتے تھے۔

دشمنوں نے علاقے کے حاکم کے پاس شکایت کی کہ یہ شخص نیا مذہب پھیلا رہا ہے۔ اپنے جادُو کے اثر سے لوگوں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے۔ ایک دن ایسا آئے گا کہ یہ حکُومت پر قبضہ کرے گا۔

حاکم نے یہودیوں کی بات سُنی اور اسے سچّا سمجھ کر وہ حضرت عیسٰیؑ کا دُشمن ہو گیا۔ آپؑ کو پکڑنے کے لیے سپاہی بھیجے گئے تاکہ آپؑ کو (نعوذ باللہ) قتل کرا دیا جائے۔ مگر اللہ نے حاکم کی یہ خواہش پُوری نہ ہونے دی اور آپؑ کو اپنی طرف اُٹھا لیا۔

ہمارے پیارے نبی حضرت محمّدؐ صَلّی اللہ علیہِ وآلہٖ وسلّم

حضرت محمّد صَلّی اللہ عَلیہِ وَ آلِہٖ وَسلّم قریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے مکّہ معظمہ میں پیدا ہُوئے۔ آپؐ نہایت اچھی عادتوں کے مالک تھے۔ ہمیشہ سچ بولتے، کسی کے ساتھ دھوکا نہ کرتے۔ آپؐ کی نیکی اور سچائی کی وجہ سے مکّے کے لوگ آپؐ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے۔

حضرت محُمّد صَلّی اللہ عَلیہِ وَآلِہٖ وَسلّم اللہ کی یاد کے لیے مکّے سے باہر غارِ حرا میں چلے جاتے۔ جب آپؐ کی عُمر چالیس سال ہُوئی تو اِسی غار میں اللہ کا فرشتہ آیا جس نے آپؐ کو قرآن پاک کی کچھ آیتیں پڑھائیں اور بتلایا کہ آپؐ اللہ کے نبی ہیں۔

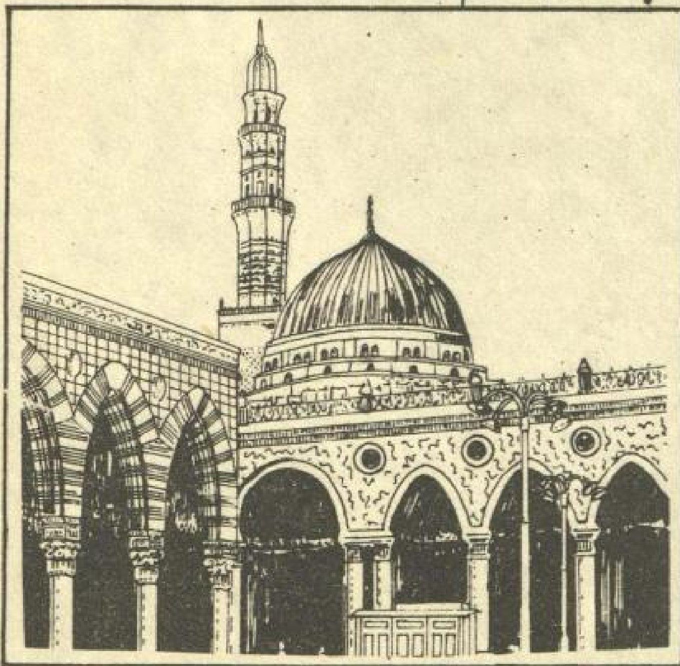
اللہ کے حُکم کے مطابق آپؐ نے لوگوں کو ہدایت کی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو۔ بتوں کو پُوجنا چھوڑ دو۔ نیک کام کرو اور ایک دُوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اِبتدا میں مکّے کے چند لوگ ایمان لائے اور آپؐ کے ساتھی بن گئے۔ اکثر لوگوں نے سخت مخالفت کی۔ کافروں نے آپؐ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو بہُت تنگ کیا اور ان پر بڑے ظلم کیے مگر آپؐ نے کسی قیمت پر اپنے کام کو نہ چھوڑا۔ اِس پر کافروں نے آخر فیصلہ کیا کہ آپؐ کو (نعوذ باللہ) قتل کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتہ بھیج کر آپؐ کو اِس بات کی خبر دے دی اور حُکم دیا کہ مکّے سے مدینہ ہجرت کر جائیں۔

مدینے کے کچھ لوگ ایمان لا چکے تھے۔ جب اُنھوں نے حضرت محُمّد صَلّی اللہ عَلیہِ وَآلِہٖ وَسلّم کے آنے کی خبر سُنی تو وہ بہُت خُوش ہُوئے۔ آپؐ نے

مدینہ منورہ میں پہنچ کر اللہ کی عبادت کرنے کے لیے زمین خرید کر مسجد بنائی، جسے "مسجدِ نبوی" کہتے ہیں۔ مسجد بنانے میں حضورؐ نے خُود بھی حِصّہ لیا۔ آپؐ نے لوگوں کو اللہ کا پیغام سُنایا اور مدینے کے اور لوگ بھی آپؐ پر ایمان لانے لگے۔

مکّے کے کافروں نے مدینے میں بھی حضرت مُحمّدؐ کو آرام سے نہ بیٹھنے دیا اور مُسلمانوں پر بار بار حملے کرتے رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو فتح دی اور کافر ذلیل ہُوئے۔ ہجرت کے آٹھ سال کے بعد مکّہ فتح ہو گیا اور خانہ کعبہ جو بتوں سے بھرا پڑا تھا، صاف کر دیا گیا۔

فتح مکّہ کے دِن آپؐ نے اللہ تعالیٰ کا شُکر ادا کِیا اور اپنے دُشمنوں کو معاف کر دیا۔ اب دُوسرے علاقوں کے لوگ بھی ایمان لانے لگے اور اِس طرح پُورے مُلکِ عرب میں آپؐ کا پیغام روز بروز مقبُول ہوتا گیا۔

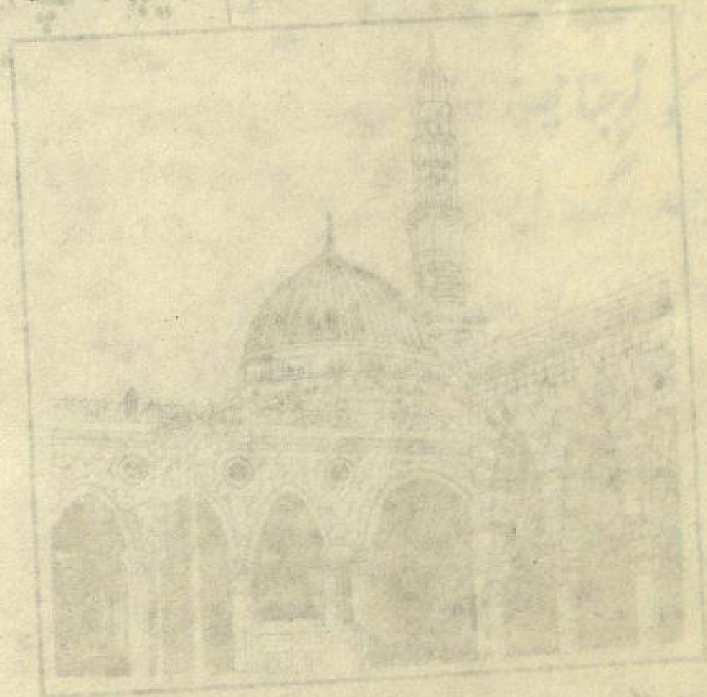


آپؐ جو وعدہ فرماتے، اسے پُورا کرتے۔ آپؐ کو کِسی کا ڈر نہ تھا۔ آپؐ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور مُسلمانوں کو بھی اللہ سے ڈرنے کی تعلیم دیتے۔ آپؐ کو بچّوں سے بڑی محبّت تھی۔ جب آپؐ گلی

سے گزرتے تو چھوٹے بچے آپؐ کا دامن پکڑ لیتے۔ حضورؐ ان سے پیار کرتے۔

ہمارے پیارے رسُول حضرت محمدؐ کی ہر بات ایسی تھی کہ اِس کی مثال نہیں مِلتی۔ آپؐ اللہ کے آخری رسُول ہیں۔ آپؐ کو تمام دُنیا کے اِنسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجا گیا۔ یہ شان کسی اور نبی کو حاصل نہیں۔

آپؐ نے تریسٹھ سال کی عُمر پائی۔ آپؐ کا روضہ مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔



تیار کردہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور

بطور سول ٹیکسٹ بک برائے مدارس ضلع اوکاڑہ

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد   کشورِ حسین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان   ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین، شاد باد
پاک سرزمین کا نظام   قُوّتِ اُخُوّتِ عوام
قوم، مُلک، سلطنت   پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد
پرچمِ ستارہ و ہلال   رہبرِ ترقی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال   جانِ اِستقبال
سایۂ خُدائے ذُوالجلال

1080

سیریل نمبر   کوڈ نمبر G 353

تاریخ اشاعت	اشاعت (تجرباتی)	بار	تعداد اشاعت	قیمت
مارچ 1983	اوّل	اوّل	9,000	4.30